وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۲ | بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۱۷ء مطابق ماہ شعبان و رمضان ۱۳۳۵ | نمبر ۶

فہرست مضامین

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری [illegible] نے شائع کیا

تشحیذ ماہ جون و جولائی

کا

ایک نمبر

مئی کے آخری ہفتے مجھے اپنے والد بزرگوار کی سخت بیماری کی خبر پہنچی جس کے لئے گولیکی جانا پڑا
میں تمام مضمون رسالہ کا مرتب کر کے دے گیا اور نظر بحالات ظاہری مجھے گمان غالب تہا کہ رسالہ وقت
پر شائع ہو جائیگا مگر چند روز بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ کاتب صاحب۔ اپنے گھر سے کام پر واپس نہیں آئے
اور ادہر ضیاء الاسلام پریس کا مشین مین بلا اطلاع دو نوٹس دیکر چلا گیا ہے ان دونوں غیر متوقع روکوں
کے پیش آنے سے جون کا رسالہ نہ نکل سکا اور بمشکل ۱۵ جون کو کام شروع ہو سکا مناسب یہی سمجھا
کہ اب جون و جولائی کا رسالہ اکٹھا کر دیا جائے اور صفحات کی جو کمی ہو وہ اب اگست کے رسالہ کے حجم میں
اضافہ کر کے پوری کر دیجائے۔

میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ دوستوں نے قبولیت دعا کے چھپا سی اگرد والا مضمون
نہایت پسند کیا اور اسے مفید سمجھا لیکن اسکے ساتھ جو ذمہ داری احباب جماعت کی بڑھ گئی ہی اسکی طرف
بھی توجہ فرمائی جاوے یعنی تشحیذ کی زندگی قائم رکھنے کے لئے اسکی اشاعت کم از کم اتنی تو برقرار ہے کہ اخراجات
متعلقہ چل سکیں موجودہ حالت تو یہ ہے کہ چھ ماہ کا خرچ پورا ہونا بھی مشکل ہی پس قدر دان اخوان توسیع
اشاعت میں ساعی ہوں اور اپنے اپنے ذمہ کا بقایا صاف کریں۔

روزوں کے متعلق تمام ضروری احکام

ماہ اگست ۱۹۱۲ء تشحیذ میں ماہ صیام کے متعلق تمام ضروری احکام درج ہیں اور سب مسائل جن کی ضرورت ہر مسلمان
کو پیش آتی ہے مدلل بہ آیات و حدیث صحیح لکھدیئے ہیں وہ مضمون ہر پہلو سے مکمل ہی احباب ۳ رسالہ
۳ کے ٹکٹ بھیجکر دفتر تشحیذ سے منگوالیں +

مینجر تشحیذ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۸ء

محمود خلیفۂ موعود

اس مضمون میں مولوی کرم داد صاحب دوالمیال نے سیدنا محمود کو خلیفۂ موعود ثابت کیا ہے۔ اور خطاب غیر مبائعین سے ہے۔ جو مسیح کی طیب طاہر صالح اولاد کو بیخ کنِ اسلام دا محمدیت بتا کر ہمارے دلوں کو مجروح کر رہے ہیں امید ہے وہ ان زبردست ثبوتوں پر غور کر کے حق قبول کرینگے ❊

مجھے ایک غیر مبائعین کے مخلص نے کہا۔ دہلی کے تعلق نے حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کو تباہ اور مہاجرین قادیان کو گمراہ کر دیا" میں نے اسکو سمجھایا۔ کہنے لگا میری تسلی ہو گئی یہ باتیں لکھ دو۔ اس لئے میں لکھتا ہوں۔ شاید کوئی اور بھی فائدہ اٹھائے۔ (۱)

حدیث شریف میں ہے۔ مسیح موعود نکاح کریگا۔ اور اس کے بیٹے اولاد ہوگی۔ فیتزوج ویولد لہ۔ یہاں لہ کا لام حصول منفعت کے لئے ہے۔ جیسے لہا ما کسبت میں

پس غیر مبائعین کا یہ کہنا کہ مسیح موعود کا سلسلہ اس کی اولاد سے تباہ ہو گیا۔ کہ مین حج پیشگوئی تھی۔ اس کے برخلاف ہے۔ (۲) تریاق القلوب صفحہ ۶۴ میں ہے " قریباً اٹھارہ برس سے ایک یہ پیشگوئی ہے۔ الحمدللہ الذی جعل لکم الصھر والنسب (ترجمہ) وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید ہے کیا۔" خدا تعالیٰ اپنی وحی میں خبر دیتا ہے کہ اس تعلق پر الحمدللہ پڑھو۔ مگر ہمارے بھائی اناللہ پڑھ کر سلسلہ کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ ایضاً صفحہ ۶۵ " سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالیگا۔ اور اس میں سے وہ اولاد پیدا کرے گا۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ جسطرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا۔ اسی طرح میری یہ بیوی جو آیندہ خاندان کی ماں ہو گی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آیندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔" حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد پر اعتراض کرنے والو! خدا کے واسطے غور کرو۔ آپؑ تو نام سے یہ فال لیتے ہیں کہ میری اولاد میرے انوار کو لیکر تمام جہان کو ظلمات سے نجات دیگی۔ اب بموجب قول تمہارے اس اولاد نے غیروں کو چھوڑ اپنوں کو بھی چاہ ضلالت میں گرا دیا۔ میں نہیں سمجھتا۔ ایسے لوگ دشمنوں کے سامنے حضرت اقدسؑ کی صداقت کو کس طرح ثابت کر سکتے ہیں۔ ایضاً صفحہ ۰۷ " مجھے اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ دیا اور اس الہام میں اشارہ کیا کہ وہ تیرے لئے مبارک ہو گی۔ اور تو اس کے لئے مبارک ہو گا اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دی جائیگی۔ سو جیسا کہ وعدہ دیا گیا۔ ایسا ہی ظہور میں آیا۔" جب میں نے اس معترض کو یہ عبارت سنائی۔ اُس نے کہا۔ بس اب میری تسلی ہو گئی۔ کوئی احمدی اس کو پڑھ کر اس پاک اولاد پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہاں تو حضرت اقدسؑ نے خود ہی فیصلہ فرما دیا۔ کہ جس پاک اولاد کا اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا۔ وہ یہی موجودہ اولاد ہے۔ نہ یہ کہ کسی آیندہ زمانہ میں پیدا ہو گی۔ پس ہمارے دوستوں کو

چاہیئے۔ کہ اس پاک اولاد پر حملہ کر کے یہود سے مشابہت اختیار نہ کریں۔ ازالۂ اوہام صد ۲۰۹ میں حضور اپنی جماعت کو تاکید فرماتے ہیں "اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے" ایضاً صد ۱۵۹ "میری ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُتریگا" افسوس! اس ذریت کو یہود سے بڑھ کر ستانے والے حضرت اقدس کی وصیت پر ذرا غور نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں۔ نوحؑ کے گھر میں بھی تو ایسا لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور یہ نہیں سوچتے۔ کہ کیا نوحؑ کو بھی خدا نے بذریعہ وحی اسی طرح خبر دی۔ جسطرح کہ مسیح موعود کو کہ تیری یہ اولاد تیرے نوروں کی وارث ہوگی۔ حضور تو لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے خوشخبری دیتا ہے "خدا تجھ سے ایک نئی بنیاد ڈالیگا۔ اسی بنیاد کی مانند جو ابراہیم سے ڈالی گئی" ضمیمہ تحفہ صد ۲" ان پیشگوئیوں میں بہت سی نسل کا وعدہ دیا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کو دیا تھا" براہین ۵۵۹ "وہ تیرے مجد کو زیادہ کریگا۔ اور تیری ذریت کو بڑھائے گا۔ اور من بعد تیرے خاندان کا تجھ سے ہی ابتدا قرار دیا جائے گا۔ ازالہ صد ۲۱۷" خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا۔ الوصیتہ صد ۱۳" خدا تعالیٰ اپنی پاک وحی میں وعدہ دیتا ہے۔ اور مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ بدلا لیگا۔ اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہوگا۔ حقیقۃ الوحی صد ۲۸۷" غیر مبائعین کے نزدیک حضور کے بعد اس خاندان نے جو رنگ بدلا ہے۔ وہ پیغام پڑھنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ ان کے اعتقاد کے موافق ماننا پڑتا ہے کہ ابراہیمؑ کے بعد بھی تباہی اور گمراہی کی بنیاد ڈالی گئی تھی۔ پھر نمازوں میں کما صلیت پڑھنے کا کیا فائدہ۔ کیونکہ مسیح موعودؑ کے بعد جب انکی اولاد نے ان کے خیال میں مسیح موعودؑ کی تعلیم کو چھوڑ دیا تو یہی حالت ابراہیمؑ کے بعد بھی سمجھ لیجئے۔ اور اگر وہ حق پر قائم اور حضرت ابراہیمؑ کی فرمانبردار اولاد تھی۔ تو مسیح موعودؑ کی اولاد پہ کیوں اعتراض کیا جاتا ہے۔ کیا یہ خدا کا وعدہ نہ تھا۔ کہ حضرت اقدسؑ کے بعد ابراہیم نبی کی طرح نئی بنیاد قائم ہوگی۔ حضرت مسیح موعود تو اپنے دشمنوں کو یہ پیشگوئی سناویں:-

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ٭ جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا ٭ دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی ٭ فسبحان الذی اخزی الاعادی

لیکن اس محبوب خدا اور ماہ ہدیٰ کے دشمن کہہ رہے ہیں کہ حضور کی اولاد کی موجودہ حالت دیکھ کر ہمیں ان شعروں کے پڑھنے سے شرم آتی ہے۔ آج ہم کس منہ سے "انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی ٭ فسبحان الذی اخزی الاعادی" غیر احمدیوں کو سنا سکتے ہیں۔ ماتم تو ہمارے گھر میں ہے۔ دشمن ذلیل نہیں ہوا۔ بلکہ ہم ذلیل ہو گئے اس سے بڑھ کر ذلت کیا ہو گی۔ کہ جس در و دیوار پر خدا کی رحمت برستی تھی۔ اور جس خاندان سے کل دنیا نے فیض حاصل کرنا تھا۔ آج انکو بصد حسرت چھوڑ کر پیغام بلڈنگس میں پناہ لینی پڑی۔ دوستو! یاد رکھو۔ جس نے اس اولاد کو چھوڑا۔ اس نے مسیح موعود سے بھی منہ موڑا۔ اگر اس بات کو مانا جائے کہ یہ اولاد گمراہ ہے۔ تو پھر آپ مسیح موعود کیا ایک متقی مومن بھی ثابت نہیں ہو سکتے۔ آپ نے اپنی تالیفات میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اللہ تعالٰے مجھے فرماتا ہے۔ ان شانئك هو الابتر یعنے تیرا دشمن ہی ابتر ہو گا نہ کہ تو"۔ جیسا کہ آدم کی نسل تمام دنیا میں پھیل گئی۔ ایسا ہی میری یہ روحانی نسل اور نیز ظاہری نسل بھی تمام دنیا میں پھیلیگی۔ براہین ۹۹/۵" پیغامیوں کے نزدیک آپ کا گھر اس وقت دونوں نسلوں سے خالی پڑا ہے۔ پھر ابتر ہونے میں کیا شبہ رہا۔ نافرمانی کی حالت میں ظاہری نسل کا پھیلنا اس پیشگوئی کا منشا نہیں۔ بموجب حکم لیس من اهلك۔ یہ لوگ موجودہ اولاد کو آپ کا اہل نہیں سمجھتے۔ اور حضرت اقدس کے فرمودہ ولسمیتر کنی کالابتر الذی لم یرزق ولیدًا وتکفی هذه الاٰیة سعیدًا (الاستفتاء) کی ذرا پروا نہیں کرتے۔ علامات المقربین صفحہ ۱۰۶ میں آپ لکھتے ہیں:۔ ولا یعذب اولادهم بل اولاد اولادهم و کل واحد منهم یرحمون ویجعل الله برکة فی نسلهم فکل یزیدون"۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ مقربین کی یہ علامت کہ اللہ ان کی اولاد میں برکت ڈالتا ہے۔

مسیح موعود میں کیونکر پائی گئی۔ الغرض دہلی کے تعلق پر اعتراض کرنے والے الہام الحمد للہ الذی الخ پر غور کریں۔ میں اس کی صداقت کو ایک اور رنگ میں ظاہر کرتا ہوں (۳) تحفہ صد ۲۲ " ام یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر و النسب انذر قومک وقل انی نذیر مبین ۔۔ ۔۔ وانی مع الافواج اتیک بغتۃ " اللہ تعالیٰ کی اس وحی میں یہ پیشگوئی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود ایک شریف گھرانے میں شادی کرینگے۔ اور آپ کو خداوند کریم ایک ایسا لڑکا عطا کریگا۔ کہ جب وہ آپ کا جانشین ہوگا۔ تو اسوقت اللہ تعالیٰ اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے پیارے نبی مسیح موعودؑ کے پاس آئے گا۔ یعنے ایسے خوفناک نشان ظاہر ہونگے۔ جن کو دیکھ کر دشمنوں کے بڑے بڑے لشکر بھاگ جائینگے بلکہ ایک ایسی قیامت قائم ہوگی۔ جسمیں بجز احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی شفیع نظر نہ آئے گا۔ جہنم کی آگ کو دیکھ لوگ خازن النار کو پکارینگے۔ حضرت مسیح موعود کا یہ فرمانا۔ وانہ علم للساعۃ کافۃ الناس کما کان عیسیٰ علما للساعۃ الیھود (اعلان خطبہ الہامیہ) فان عیسیٰ کان علما للساعۃ الیھود وانا علم للساعۃ التی تخشی الناس فیھا (خطبہ الہامیہ صدا) اسی موجودہ ساعت کی طرف اشارہ ہے الہام الحمد للہ الذی کے پہلے سورہ القمر کی آیات بھی اس رمز کو ظاہر کرتی ہیں۔ بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر ان المجرمین فی ضلل وسعر یہ رکوع کی ساتویں آیت ہے۔ اور ساتویں ہی ہزار میں جلانے والا عذاب ظاہر ہوا جو مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے۔ ورئیتُ عیسیٰ رجلا مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الراس ورئیت مالکا خازن النار والدجال (مشکوٰۃ) اس سے ظاہر کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی خازن النار بھی ایک نشانی ہے۔ سورہ زخرف میں ہے۔ وانہ لعلم للساعۃ۔ چنانچہ وہ ساعت آگئی۔ اب لوگ ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک پکار رہے ہیں۔ یہ پکار سورہ کے ساتویں رکوع میں ہے۔ معراج کی حدیثیں بھی اس راز کو خوب سمجھاتی ہیں کہ ساتویں ہزار میں ایک ابراہیم

ظاہر ہوگا۔ وقال فی السماء السابعۃ فاذا انا بابراھیم مسنداً ظھرہ
الی بیت المعمور۔ دوسری روایت میں ہے۔ وابراھیم فی السماء السادسۃ
مسیح موعود بھی چھٹے ہزار میں پیدا ہؤا۔ فاعلموا انی خلقت فی الالف السادس
فی اٰخر اوقاتہ کما خلق اٰدم فی الیوم السادس فی اٰخر ساعاتہ (خطبہ)
بیت المعمور کی نسبت تفسیروں میں ہے۔ ھو فی السماء السابعۃ بحیال الکعبۃ
اس میں اشارہ ہے کہ اس ابراہیم کے زمانہ میں بھی ایک کعبہ جائے امن میں لوگ
پناہ ڈھونڈینگے" واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ یہ آیت اس طرف
اشارہ کرتی ہے کہ جب اُمت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائینگے۔ تب آخر زمانہ میں ایک
ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائیگا کہ اس ابراہیم کا پیرو
ہوگا" (دیکھو ضمیمہ تحفہ ۲۰) سُورہ طور میں اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کی قسم کھائی
بموجب حکم لکل اٰیۃ منھا ظھر و بطن۔ اس سُورۃ میں ہی مسیح موعود کی نبوت اور
اس کے زمانہ کی پیشگوئی ہے۔ یہاں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ مختصراً اشارہ کردیتا
ہوں۔ مسنداً ظھرہ الی بیت المعمور کا یہ مطلب ہے۔ کہ اس ابراہیم پر براہ راست
نبوت نہ اُتریگی یعنے مستقل نبی نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی پشت پناہ اور سہارا وہی نبوت
ہوگی۔ جس نے اس گھر (کعبہ) میں اُتر اس کو آباد کیا۔ حقیقی اسلام نے دنیا سے اُٹھ کر
آسمان پر جانا تھا۔ اور پھر اس ابراہیم کے ذریعہ اس گھر نے آباد ہونا تھا۔ اس لئے
منکران اسلام کو اسکے زمانہ میں وہ نشان دکھائے گئے۔ جن سے ثابت ہوگیا۔ کہ
اس گھر والی نبوت برحق اور وہ نبی جو مکّے میں مبعوث ہوا۔ بے شک تمام نبیوں کا
امام تھا۔ کس زمانے میں اس صادق المصدوق نے ہم کو خبر دی۔ فاذا ابراھیم
قائم یصلّی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوٰۃ
فاممتھم فلما فرغت من الصلوٰۃ قال لی قائل یا محمد ھذا مالک خازن النار
...... فبدانی بالسّلام (مسلم) اس حدیث اور سُورہ طور کی آیت والبحر المسجور
کا مطلب ایک ہی ہے۔ حدیث میں ہے کہ وہ ابراہیم میرے مشابہ ہے۔ سمجھایا

کہ میں ہی ہوں گا۔ اور اسوقت خازن النار مجھے آکر سلام دیگا۔ اس میں یہ اشارہ کہ دنیا میں ایک جہنم بھڑکایا جائے گا۔ جس سے سمندر بھی اُبلنے لگ جائینگے۔ مگر میرے لیئے سلامتی ہے۔ یعنی میرا بروز جسمیں تمام نبیوں کی شان ہوگی۔ بمعہ اپنی جماعت کے اس سے بچایا جائیگا بلکہ خازن النار اس کی خدمت کے لئے حاضر ہوگا۔ بڑے بڑے مخالف فی ضلل وسعر میں مبتلا ہوکر آخر اقرار کرینگے۔ کہ الحمد للہ الذی جعل لکم الصہر و النسب کا الہام سچا تھا۔ مسیح موعود تو نبی ہے۔ کیونکہ والبحر المسجور میں ثبوت نبوت کے لئے ہی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ آج اس نبی کے آنے سے مسجور کی حقیقت معلوم ہوئی۔ بخاری نے جو لکھا کہ المسجور الموقد بالکل سچ لکھا۔ اور صاحب مجمع البحار نے جو کہا کہ اے ملئت نیرانا لتعذیب الفجار بالکل ٹھیک کہا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ان تحت البحر نارا و تحت النار بحراً (دیکھو ابو داؤد) اسی زمانہ کے واسطے تھا اور جواب قسم میں فرمایا۔ ان عذاب ربک لواقع ماله من دافع یوم تمور السماء موراً و تسیر الجبال سیراً فویل یومئذ للمکذبین۔ ایسے زمانہ کو پاکر اب بھی جو عیسیٰ نبی اللہ کے طور میں پناہ نہ ڈھونڈے۔ اس کے لئے افسوس ہے جسکی نسبت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ثم یاتی نبی اللہ عیسیٰ قوماً .. .. کذلک اذ اوحی اللہ الیہ یا عیسیٰ انی قد اخرجت عباداً لا یدان لاحد بقتالھم فاحرز عبادی الی الطور (ابن ماجہ) معراج کی حدیثوں میں ابراہیم کے ساتھ ایک درخت کا ذکر ہے۔ یعنی سدرہ کا۔ جسکے بیر مثل قلال ہجر اور پتے مثل اذان الفیلۃ۔ یہاں نیل فرات کی نہروں کا بھی بیان ہے۔ اس درخت کا بھی چھٹے ساتویں سے تعلق ہے۔ مجمع البحار میں ہے۔ ھی فی السماء السادسۃ و فی الاخری السابعۃ وجمع بان اصلھا فی السادسۃ و معظمھا فی السابعۃ۔ مراد اس درخت سے وہ اسلام ہے۔ جو اس ابراہیم کے ہاتھ سے بڑھتا ہے۔ نہ وہ جو اس وقت فرات نیل والوں کے پاس ہے۔ فرات و نیل تو آسمان پر اٹھائے گئے۔ "عن ابن عباس مرفوعاً انزل اللہ تعالیٰ من الجنۃ الی الارض خمسۃ انھار ..... الفرات و النیل ....

ارسل الیہ جبریل فیرفع من الارض" (حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۶) "فیکلم ھذا الیعفور فلا تبقی منہ قطرۃ حتی تکون فیہ الکثبان من الرمل وتاکل سباع الارض حیتانہ" (صفحہ ۴۲۳) اس پانی کی مچھلیاں سباع الارض یعنے نفسانی خواہشوں کی شکار ہو گئیں۔ ان کے پاس اسلام حقیقی نہیں رہا۔ چودھویں صدی کا ابراہیم وحی آسمانی کی نہریں اپنے ساتھ لایا ہے۔ اب اس بیری کو انشاء اللہ قلال ہجر کی مانند بیر لگینگے منتہی الارب میں ہے "ہجر درازی و کلانی درخت یقال ذہبت الشجرۃ ہجراً ای طولاً و عظماً۔ دوسری حدیث میں ہے۔ حتی اتینا الی روضۃ خضراء فیھا شجرۃ عظیمۃ فی اصلھا شیخ وصبیان واذا رجل قریب من الشجرۃ بین یدیہ نار یوقدھا ۔۔ ۔۔ الذی فی اصل الشجرۃ ابراھیم ۔۔ ۔۔ والذی یوقد النار مالک خازن النار (بخاری) مطلب اس حدیث کا حضرت خلیفہ ثانی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے خوب کھولکر سمجھا دیا ہے۔ الہام الحمد للہ الذی کے پہلے جو سورہ قمر کی آیتیں ہیں۔ اور بعد میں ہے۔ انذر قومک یہ جوڑ بتا رہا تھا۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے وقت دنیا میں آگ کا ایک سخت عذاب ظاہر ہوگا۔ اور انی مع الافواج اتیک بغتۃ کی صداقت کو لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھینگے۔ یہ فوجیں میاں صاحب کی آمد کا انتظار کر رہی تھیں۔ البشریٰ صفحہ ۹۶ میں ہے "۲۸ اپریل ۱۹۰۵ء ۔۔۔۔۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ (ترجمہ) میں اپنے فرشتوں کی فوجوں کے ساتھ اسوقت آؤں گا۔ کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوگا کہ ایسا حادثہ ہونے والا ہے (تشریح) خدا تعالےٰ ہمیشہ انبیاء کی امداد فرشتوں کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں نیکی کی ترغیب پیدا کرتے ہیں۔ اور حق کی طرف راہ دکھلاتے ہیں۔ اسی شب صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صاحب کو انی مع الافواج اتیک بغتۃ کا الہام ہوا ہے۔ صبح اٹھکر ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہ الہام ہوا ہے۔" (بدر جلد ۱ نمبر ۷ صفحہ ۵) سوچنے والو سوچو! یہ الہام میاں صاحب کو کیوں خواب میں دکھایا گیا۔ اس میں کیا حکمت تھی۔

پھر واقعات پر نظر ڈالو۔ کیا کسی مفتری کا کام ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ لوگوں کو یہ الہام سنائے۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔" اور دوسری طرف اسکے گھر میں ایسا لڑکا پیدا ہو۔ جسکو خواب میں دکھایا جاتا ہے۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔ اور انگریزی میں اس کو خبر دیجائے کہ اب میں زمین ہلانے والا ہوں۔ (تقریر جلسہ ۱۹۰۶ء) اور جب وہ باپ کی مسند پر بیٹھے۔ تو سچ مچ زمین پر جلال الٰہی کا ظہور ہو جائے۔ اور زمین وحشت سے کانپنے لگے۔ اور خازن النار جھک کر سلام کہے کہ بے شک تو ابراہیم کا فرزند دلبند گرامی ارجمند ہے۔ کوئی ہے جو ایسے مفتری کا ہمیں پتہ دے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو ارد بتا رہا تھا کہ بیٹا اپنے باپ کا جانشین ہوگا۔ اور زمانہ اس کے خلیفہ برحق ہونے پر گواہی دے رہا ہے۔ کیونکہ الٰہی افواج کا جس کی خبر باپ بیٹے دونوں کو دیگئی۔ بڑے زور سے نزول ہو رہا ہے۔ کان اللہ نزل من السماء کا نظارہ سامنے ہے۔" زمین تہ و بالا کر دی۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔ لنگر اٹھا دو۔" (دیکھو البشریٰ ص۹۴) یہ تینوں الہام ۲۳ مئی ۱۹۰۵ء کو دوپہر کے وقت حضور پر اترے۔ موسم اور وقت بھی ان کی حقیقت ظاہر کر رہا تھا۔ کہ لنگر اٹھا کر خدا کے فرشتے سمندروں میں بھی آگ جلانے والے ہیں تاکہ والبحر المسجور اور ان تحت البحر نارا کی پیشگوئی پوری ہو۔ مئی ہی میں یہ الہام بھی ہوئے۔ کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔ هل اتاک حدیث الزلزلة بل یاتیهم بغتة۔ اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ۔ دو چار ماہ۔ (دیکھو البشریٰ ص۱۱۵) چنانچہ قادیان میں جب حضرت خلیفہ ثانی کی خلافت کا نزول ہوا۔ تو اس کے چوتھے مہینے اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق یہ کشتیاں بھی چل پڑیں۔ اور وہ زلزلہ دنیا میں آگیا۔ جس سے الہام "اے ازلی ابدی خدا۔ بیڑیوں کو پکڑ کے آ" (ص۹۷) کا بھی مطلب سمجھا گیا۔ اب بھی جو کان اللہ نزل من السماء کو نہ سمجھے۔ خدا ہی اسکو سمجھائے۔ ان کشتیوں کو حدیث میں طیر کہا گیا ہے۔ فیرسل علیهم طیرا کاعناق البخت (ابن ماجہ) کچھ اخبارات میں بھی ان کو بحری پرند

لکھتے ہیں۔ یہ فوجیں جو خلیفہ ثانی کی خلافت میں اُتریں۔ اور جن کا اترنا حضرت صاحبزادہ صاحب کو
خواب میں دکھایا گیا۔ ثابت کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی اولاد سے جس مسیح کی پیشگوئی
کی۔ وہ مسیح یہی خلیفہ ہے۔ ذیل کے الہام کو پڑھو ”انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً
حرام علیٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون“ (دیکھو البشریٰ صہ ۱۰۱) یہاں مع الافواج
کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آیت حرام علیٰ قریۃ الہام کی جس سے ایک تو فوجوں کی
حقیقت سمجھی گئی۔ دوم اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ جس خلیفہ کو یہ فوجیں دکھائی گئیں۔
اور جسکے زمانہ میں ان کا آنا ہوا۔ بلکہ مدت بھی بتائی گئی۔ کہ جب وہ مسند خلافت پر بیٹھیگا
تو اسکے چار مہینے بعد وہ فوجیں اُتریںگی۔ وہ خلیفہ کوئی معمولی خلیفہ نہیں۔ مضمون آیت
کے لحاظ سے وہ مسیح ہے۔ ایک اور الہام سے ظاہر ہوتا ہے کہ فوجوں کے زمانہ میں
حضرت اقدس اپنے گھر میں دوبارہ واپس آئینگے۔ وہ الہام یہ ہے۔ ان الذی فرض
علیک القرآن لرادک الی معاد انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ (البشریٰ صہ ۴۳)
چونکہ بعض لوگوں نے اس خلافت پر اصحاب فیل کی طرح حملہ کرنا تھا۔ اس لئے عالم الغیب
نے اس کو کعبہ کی بنیاد فرمایا۔ ازالہ صہ ۳۱۴ میں لکھا ہے ”جو شخص کعبہ کی بنیاد کو ایک
حکمت الٰہی کا مسئلہ سمجھتا ہے۔ وہ بڑا عقلمند ہے۔ کیونکہ اس کو اسرار ملکوتی سے حصہ ہے
ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا“ اس سے معلوم ہوا
کہ جسطرح ابراہیم اور اس کے بیٹے نے اس کعبہ کی بنیاد اُٹھائی۔ اسی طرح اس زمانہ کے
ابراہیم اور اس کے اولوالعزم بیٹے کے ہاتھ سے ایک کعبہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جو اس پر حملہ آور
ہوگا۔ اصحاب فیل کی مانند خائب و خاسر رہے گا۔ سورہ نمل کے آخر میں ہے۔ دابۃ الارض
نکلیگا۔ پھر نفخ صور ہوگا۔ جس سے پہاڑ اُڑنے لگینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب تم اس زمانہ
کو پاؤ۔ تو کعبہ کو دیکھ اس رب کی عبادت کرو۔ جس نے اس کو حرمت بخشی۔ انما امرت
ان اعبد رب ھذہ البلدۃ۔ اور اس کلام کو پڑھ کر جس کا البلد میں نزول ہوا۔ یعنی
اس وقت بھی ایک کعبہ کی بنیاد رکھی جائیگی۔ اور قرآن شریف کا نیا نزول ہوگا۔ اور مکی
جیسی باتیں ظاہر ہونگی۔ اور کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے۔ جو اس کعبہ کو گرانا چاہینگے۔

مگر وہ اس اولوالعزم کے مقابلہ میں ناکام رہینگے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پاک اولاد کے ساتھ
اصحاب فیل کا ذکر عقلمندوں کے لئے ایک اشارہ ہے۔ حضور کا الہام ہے۔ ساھیب
لک غلاماً ذکیاً رب ھب لی ذریۃ طیبۃً انا نبشرک بغلام ن اسمہ یحیی الم
ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل (البشریٰ صفحہ ۱۳۶)۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ ارض
مقدسہ (قادیان) میں جب ایک خلافت کا نزول ہوگا تو اس وقت دنیا میں مصائب کے سبب سے
قیامت برپا ہوگی۔ اذا رئیت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل
والبلابل والامور العظام والساعۃ یومئذ اقرب من الناس من یدی ھذہ
الی راسک (مشکوٰۃ) یہ الساعۃ اس خلافت کے نازل ہونے کے بعد چوتھے مہینے
نمودار ہوگئی۔ اصحاب فیل نے ارض مقدسہ سے اس خلافت کو مٹانا چاہا لیکن کون ہے جو
الٰہی ارادہ کو روک سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں باتوں کی حضرت اقدسؑ کو خبر دی۔ قادیان
میں نزول ہوگا۔ الٰہی غضب سے زمین منکروں کو کانپ کر ڈھائیگی۔ اصحاب فیل کی تدبیریں
اکارت جائینگی۔ ذرا حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۹۴ کو کھولکر پڑھو۔ ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء
گورداسپور۔ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی
تضلیل (۲) نزول در قادیان انی انا الرحمٰن حل غضبہ علی الارض یہ ایک
الہام ہے کہ مسیح موعود کی رسالت سے انکار کیا جائے گا۔ اور کہنے والے کہینگے کہ بس اب
آپ کا کام بگڑ گیا۔ اسوقت اللہ تعالےٰ اپنی افواج کو لے کر آئے گا۔ اور ایسے زبردست نشان
دکھائے گا کہ لوگ آرزو کرینگے۔ کہ کاش! ہم اس رسول کے ساتھ ہوتے۔ وہ الہام یہ ہے
سیقول العدو لست مرسلاً سنأخذہ من مارن او خرطوم وانا من الظالمین
منتقمون انی مع الافواج اتیک بغتۃً یوم یعض الظالم علی یدیہ
یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً وقالوا سیقلب الامر وما کانوا علی الغیب
مطلعین انا انزلناک وکان اللہ قدیراً (۴ صفحہ)

ناظرین غور کریں۔ الہام انی مع الافواج جو صاحبزادہ صاحب کو دکھایا گیا اسکی
سچائی دنیا نے خلافت ثانیہ کے دور میں دیکھ لی۔ کیسے باواز بلند مشرق اور مغرب کو سنا

رہا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ نبی تھا۔ میں اس کا گواہ ہوں۔ افسوس ان لوگوں پر جو ایسے صادق اور معتبر گواہ پر بھی اعتبار نہیں کرتے۔ اور اس خلیفہ سے لڑ رہے ہیں جسکی خاطر اس کا آنا ہوا۔ یہ لوگ یاد رکھیں کہ حسب پیشگوئی الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر و النسب کے قادیان میں یہ خلافت نازل ہوئی ہے۔ اسکے ساتھ یولون الدبر کا ذکر ہے۔ جسطرح جنگ احزاب کے وقت ھلمّ الینا کہنے والے اپنی جگہ ٹھہر نہ سکے۔ حالانکہ لا یولون الدبر کا عہد بھی کر چکے۔ اسی طرح ان کا حال ہوگا۔ الہام الحمد للہ الذی کے ساتھ سورہ قمر کی یہ آیتیں جو ملائی گئیں۔ اس میں خلیفہ ثانی کے زمانہ کا نشان بتایا گیا کہ کچھ لوگ اپنے عہد و پیمان کو توڑ دینگے۔ اور مسیح موعودؑ کی نبوت کے منکر ہو جائینگے اور دوسرے دشمنوں میں شامل ہو کر مدینۃ الرسول کے رہنے والوں کو کہینگے۔ یا اھل یثرب لا مقام لکم فارجعوا۔ مسیح موعود کو نبی ماننا چھوڑ دو۔ دشمن ہر طرف جمع ہے۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب اندرونی اور بیرونی دشمن یہ سمجھ لینگے کہ مسیح موعود نبی نہ تھا۔ تو اس وقت اس قلیل جماعت کی امداد کے لئے اللہ تعالےٰ نبوت کا ایسے رنگ میں ثبوت دیگا کہ سیھزم الجمع۔ تمام دشمن بھاگ جائینگے۔ جیسے کہ احزاب کے وقت بھاگ گئے۔ کیونکہ آیت فارسلنا علیھم ریحًا و جنودًا لم تروھا کی طرح ایک سخت آندھی چلیگی۔ اور آسمان سے الٰہی فوجیں نازل ہونگی۔ اور یہ آندھی اثبات کی دلیل ہوگی۔ کہ مسیح موعودؑ نبی تھا۔ چنانچہ سورہ مرسلات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " والمرسلٰت عرفًا فالعاصفات عصفًا۔ جس طرح ہوا صحت بخش ہے۔ اسی طرح رسالت بھی جانفزا تو ہے۔ مگر اس کی بے قدری سے ہوا کی طرح اشتداد پیدا ہو کر باعث عذاب ہوگا" (تفسیر القرآن) اسکے آگے اس زمانے کے نشان بتائے۔ فاذا النجوم طمست و اذا السماء فرجت و اذا الجبال نسفت و اذا الرسل اُقّتت ..... ویل یومئذ للمکذبین ..... انطلقوا الیٰ ظل ذی ثلٰث شعب لا ظلیل و لا یغنی من اللھب انھا ترمی بشرر کالقصر۔ ویل ہے ان مکذبین کے لئے کہ ترمی بشرر کا نظارہ دیکھ کر بھی رسول کی تکذیب سے باز نہیں آتے۔ اور ندیں

سخت آندھی سے ڈرتے ہیں۔ جسکی خبر فالعاصفات عصفاً میں دیگئی۔ اور لکھا تھا
۱۳۳۴
کہ وہ پہاڑوں کو بھی اڑا دیگی۔ واذا الجبال نسفت میں سن ہجری بتایا گیا کہ اسوقت
وہ آندھی زور سے چل رہی ہوگی حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۶ میں ہے "و بادے بوزد کہ از
صلابت آں کوہ ہا پارہ شود" طبرانی از سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ کہ برپا نہ
شود ساعت تا آنکہ زائل شوند کوہ ہا از جائے خویش" (« صفحہ ۲۴۳) حدیث شریف میں
ہے کہ وہ آندھی لوگوں کو سمندروں میں ڈالیگی۔ ریح تلقی الناس فی البحر (مسلم) و
تذھب ریحکم قال قتادہ الریح الحروب (بخاری) بعض حدیثوں میں اس کو سرخ
آندھی کہا گیا۔ وظہرت القینات والمعازف وشربت الخمور .... فارتقبوا
عند ذلک ریحاً حمراء وزلزلۃ (ترمذی) گردیدند امیراں فاجراں ..... وقرا
فسقہ ..... بپوشانند ایشاں را خدا تعالیٰ فتنہ را کہ بیفتند دراں ہمچو افتادن یہود ... پس
انتظار برید نزدیک ایں حال باد سرخ و خسف و قذف و دیگر آیات را" (حجج الکرامہ صفحہ ۲۹۵)
ایک حدیث میں ہے۔ کہ جب قرآن کو میری امت کے لوگ چھوڑ دینگے۔ تو میں اگر انکو عادیوں
کی طرح قتل کروں گا۔ قوم یقرؤن القرآن ولا یجاوز حناجرھم ..... لئن
ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد۔ تیسیر القاری شرح بخاری میں ہے کہ "در وقتیکہ
آگاہی یافت ہود بایں باد کشید خود را و مسلماناں را بجانب چشمہ کہ آب میداد" اس
زمانہ کے ہود نے بھی اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر حقیقی مسلمانوں کو اس سرچشمہ پر جمع کیا۔ جس کا
ذکر ذکریا باب ۱۴ میں ہے کہ "جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا۔ حضرت اقدسؑ لکھتے
ہیں کہ یہاں یروشلم سے مراد قادیان ہے۔ دیکھو نزول المسیح صفحہ ۲۴۲۔ اس جیتے پانی کو چھوڑنے
والے بدقسمت غور کریں کہ خلیفہ ثانی کے زمانہ میں خدائے قادر نے کس طرح نصرت بالصبا
اھلکت عاد بالدبور کی سچائی کو دنیا میں ظاہر فرمایا۔ حجج الکرامہ صفحہ ۲۹۰ میں ہے "پس
بشارت دہ ایشاں را بباد سرخ کہ بیروں آید از طرف مشرق و مسخ شوند بعضے و خسف
شوند بعضے۔ ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون رواہ الدیلمی عن انس"۔ یہ
باد سرخ مسیح کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور مسیح کا آنا مشرق سے ہوا۔ اس لئے اس کو

مشرق کیطرف نسبت دی۔ تاکہ کوئی اس کو مغرب کی طرف سے آتا دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ کہاں مسیح اور کہاں بادسرخ۔ اس مسیح کے انکار سے لوگوں کی شکلیں بھی مسخ ہوگئیں۔ اور بادسرخ سے پہاڑ لال نظر آتے ہیں۔ لیکن بعض بھائی ابھی تک یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ مسیح نبی نہیں۔ بجائے ریح کے حدیث میں نار کا لفظ بھی آیا ہے۔ واخر ذالك نار...... و فی روایۃ فی العاشرۃ وریح تلقی الناس فی البحر (مشکوٰۃ) بخاری میں ہے یہ نار مشرقیوں کو اکٹھا کر کے مغرب کی طرف لے جائیگی۔ نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب۔ ابوداؤد میں ہے۔ جو مہاجر ابراہیم کو اختیار کرے گا۔ اس کا حشر سور بندروں کے ساتھ ہوگا۔ یعنے مسیح موعودؑ کے انکار کے وقت ایک آگ ظاہر ہوگی۔ وتحشر ھم النار مع القردۃ والخنازیر۔ پس جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دہلی کے تعلق نے حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ کو تباہ کر دیا۔ وہ الہام الحمد للہ الذی کے سیاق سباق پر غور کریں۔ کہ کس طرح خداوند تعالیٰ نے اس کی سچائی کو ظاہر فرمایا۔ ایسے لوگ اپنے دلوں سے اس خیال کو کہ (ہم اس نوشتے کے مقابلہ میں بہت ہیں) دور کر دیں۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ سیھزم الجمع نیز آیت کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ جو حضور کو الہام ہوئی۔ (دیکھو البشرے ۳۲) تو اس میں بھی یہی اشارہ تھا۔ کہ جس طرح سورہ بقرہ کے بتیسویں رکوع میں ونحن احق بالملک کہنے والوں کا ذکر ہوا۔ اسی طرح ۱۳۳۲ھ میں ایک خلیفہ کے انتخاب پر کچھ لوگ اعتراض کرینگے۔ اس لئے اس موقعہ کی آیت اتار کر خدا تعالیٰ نے پہلے ہی مسیح موعودؑ کو خبر دے دی۔ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ سیھزم الجمع و یولون الدبر الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر والنسب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی کے دشمن ہوں گے۔ اس کے زمانہ میں ایک قیامت آنی تھی۔ بھلا جس کی مدد کو قیامت آئے۔ اس کے مقابلہ میں کون ٹھہر سکتا ہے۔ سورہ قمر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ علاوہ مشہور معنوں کے ایک یہ معنی بھی ہیں کہ آخری زمانہ میں گرہن کا نشان واقع ہوگا۔ اسکو بعد ایک

قیامت آئیگی تیسیر القاری شرح بخاری صفحہ ۵۹۹ جلد ۴ میں ہے "و بدانکہ بعضے مردم گفتہ انشق القمر بمعنے ینشق القمر است ۔ مثل قولہ تعالےٰ اتی امر اللہ ای یاتی امر اللہ" مجمع البحار صفحہ ۳۰۶ میں ہے "او حسب عن الخسوف" نزول المسیح صفحہ ۱۲۸ میں حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں "اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کرکے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا تھا کہ یہ کیا انوکھی بات ہے ۔ قدیم سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے"

پس الہام الحمد للہ الذی کے ساتھ خداوند تعالےٰ نے سورہ قمر کی آیتیں پیش کرکے یہ اشارہ کیا کہ الساعۃ آنے والی ہے ۔ گرہن کا نشان ہو چکا ۔ جعل لکم الصہر ۔ صرف محمود کے آنے کی دیر ہے ۔ یہ سب دشمن الساعۃ کو دیکھ کر بھاگ جاینگے ۔ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کو گرہن کے وقت دوزخ اور بہشت دکھایا گیا ۔ آپ نے نہایت عجز سے لمبی نماز پڑھی ۔ صدقہ خیرات اور غلاموں کے آزاد کرنے کا حکم دیا ۔ میں تو اس کا یہی مطلب سمجھتا ہوں ۔ کہ اس میں ہم کو سمجھایا گیا کہ جب تم اس گرہن کو دیکھو ۔ جو مہدی آخر الزمان کے زمانہ میں واقع ہوگا ۔ تو نمازوں میں قیام ۔ رکوع ۔ سجود کو لمبا کرو ۔ اور بہت دعائیں مانگو ۔ اس وقت جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی ۔ اسکے شعلے قریب ہیں کہ نمازیوں کو بھی اپنے اندر لے لیں ۔ مال خرچ کرکے اسلام کو پھیلاؤ ۔ اور اس طرح اُن ارواح کی رستگاری اور نجات کا سبب بنو ۔ جو غلاموں کی طرح کفر شرک کے اجساد میں محبوس ہیں ۔ ذیل کی احادیث کو پڑھو ۔

ورئیت النار فلم ار کالیوم منظراً قط افظع (۲) فاتی المسجد مصلّٰی باطول قیام و رکوع و سجود ما رئیتہ قط (۳) فاذا رئیتم شیئاً من ذلک فافزعوا الی ذکرہ ودعائہ واستغفارہ (۴) لقد امر النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالعتاقۃ فی کسوف الشمس ۔ مسیح موعودؑ اس نشان کے متعلق لکھتے ہیں :-

اعلموا ان اللہ نفث فی روعی ان ہذا الخسوف والکسوف فی رمضان آیتان مخوفتان لقوم اتبعوا الشیطان و اٰثروا الطغیان و العدوان "نور الحق" سورہ قیامہ ہے ۔ وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذٍ این المفر

تعجب کا مقام ہے کہ ہمارے ہادی و پیشوا جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جب گرہن کو دیکھیں تو اس خوف سے گھبرا کر کہ وہ گھڑی آگئی مسجد کی طرف نماز کے لئے دوڑتے ہیں۔ خسفت الشمس فقام النبی صلے اللہ علیہ وسلم فزعاً یخشی ان تکون الساعة فاتی المسجد۔ لیکن ہمارے زمانہ کے مسلمانوں کی یہ حالت کہ باوجود دیکھنے اس نشان کے جسکی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی۔ اور ایسے عذاب کے جو قیامت کا نمونہ ہے پھر بھی پرواہ نہیں کرتے کہ کون آیا۔ اور کیا ہو رہا ہے۔ (۴۴) غیر مبائعین کا یہ کہنا کہ خلیفہ ثانی نے مہاجرین قادیان کو گمراہ کر دیا ہے۔ بہت ظلم ہے۔ ایسا کہنا مومن کا کام نہیں۔ بلکہ میرے نزدیک گمراہی کا الزام اس شخص پر ہے۔ جسنے مہاجرین کو قادیان سے نکلنے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ ایک روایت میں لکھا ہے کہ مہدی کے بعد خلافت پر جھگڑا ہو گا۔ جو لوگ اس تنازعہ میں مقام ہجرت کو چھوڑ دینگے۔ وہی حق اور راستی سے دور ہونگے۔ وہ روایت یہ ہے۔ "نعیم بن حماد از زہری روایت کردہ کہ بمیرد مہدی بموت خود و مردم بعد از وے در فتنہ افتند و بیاید بسوئے ایشاں مردے از بنی مخزوم و بیعت کردہ شود او را و مکث کند زمانے بسیار ندا کند منادی از آسمان کہ نیست انس و جن بیعت کنید۔ فلاں را و بر نگردید بر پاشنہائے خود بعد ہجرۃ پس نظر کنند و نشناسند آنمرد را بار ندا کند سہ بار پستر بیعت کردہ شود منصور و برود بسوئے مخزومی و نصرت دہد خدا او را بر وے و بکشد مخزومی را و کسے را کہ با او باشد (نجح الکرامہ صفحہ ۳۴۲)

دیکھو! آسمان سے تو یہ آواز آئی کہ ہجرت کرنے والو! مدینۃ المہدیؑ میں جو خلیفہ ہے۔ کیوں اسکی بیعت نہیں کرتے۔ اور کیوں ایسے شخص کے پیچھے پڑ کر جو باہر سے آیا۔ مقام ہجرت کو چھوڑتے ہو۔ تین بار جو ندا آئی وہ سبز اشتہار صفحہ ۱۲۱ و ۱۷ و ۷ میں پڑھو۔ "مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا۔ اور نیز دوسرا نام محمود اور تیسرا نام بشیر ثانی بھی ہے" "اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا۔ کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں

میں اولوالعزم ہوگا۔" اور دوسرا لڑکا جس کی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔"

(۵) حضرت مسیح موعود کا ایک رؤیا ہے کہ محمود جب میری جگہ پر بیٹھے گا تو اسکے ساتھ ایک انگریز بھی میرے مکان میں داخل ہوگا دیکھو مکاشفات صفحہ ۴۰ "۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء آج بروز یکشنبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر کے مکان میں بیٹھا ہوں اور ایک خربزہ کی شکل پر کوئی پھل میرے ہاتھ میں ہے اسکو چھیل کر کھانا چاہتا ہوں۔ اتنے میں میں نے محمود احمد کو دیکھا اسکے ساتھ ایک انگریز ہے وہ ہمارے گھر میں داخل ہوگیا ہے اس جگہ کھڑا ہوا جہاں پانی کے گھڑے رکھے جاتے ہیں۔ پھر اس چوبارے کی طرف آگے بڑھا جہاں میں بیٹھ کر کام کرتا ہوں گویا اسکے اندر جاکر تلاشی کرنا چاہتا ہے اسوقت میں نے دیکھا کہ میر ناصر نواب کی شکل پر ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے اپنے بطور اشارہ کے مجھکو کہا کہ آپ بھی اس چوبارہ میں جائیں انگریز تلاشی کریگا اور میرے دل میں گذرا کہ اسمیں صرف وہ کاغذات پڑے ہیں جو تالیف کتاب کا مسودہ ہے وہی دیکھیگا اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ ۔ ۔ ۔ میر ناصر کا دیکھنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ ناصر ہوگا۔ اور نیز نصرت سے ابتلاء سے رہائی دیگا اور آخر یہ ابتلا نشان کی صورت میں ہو جائیگا۔"

اب مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ انگریز کون ہے جو پہلے جائے پانی کے گھڑے (یعنی جیسے دفتر میں جہاں ڈاک رکھکر رکھی جاتی) تھے کھڑا ہوا پھر محمود کو دیکھکر چوبارہ (مسند خلافت) کی طرف بڑھا مگر اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کا ناصر ہے اسلئے یہ انگریز بجز اسکے کہ حضرت کی کتابوں سے غلط حوالے پیش کرے اور کچھ نہ کر سکا۔ ان واقعات سے بھی اس انگریز کا پتہ لگ سکتا ہے لیکن اگر حضور کی کسی تحریر سے اسکی حقیقت معلوم ہو جاتے تو پھر کسی احمدی کو اسکے ماننے سے انکار نہ ہوگا۔ لیجئے ایک حوالہ لیجئے مکاشفات صفحہ ۵۱ "خواب میں دیکھا کہ ایک انگریز بار بار بولتا ہے پھر جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ انگریز نہیں بلکہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں"

(۶) محمود ابھی پیدا نہیں ہوا تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کو کشف میں دکھایا کہ اس سلسلہ میں وہ جماعت کا پیش امام ہوگا چنانچہ تریاق القلوب صفحہ ۴۰ میں ہے "میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اسکے پیدا ہونے کی

قبر وغیرہ ہی اور مینے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود ۔ مسجد کی دیوار پر جو حضور کو محمود کا نام لکھا ہوا دکھایا گیا اسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ گمراہوں کا امام ہوگا اور یہ مسجد نعوذ باللہ پوپ کی گدی ہوگی اور نہ اس صورت میں حضرت صاحب کے لئے اس پیشگوئی کو دشمنوں کے سامنے پیش کرنا خوشی کا موجب ہوسکتا ہے اسلئے جو اس مسجد سے نکلے گئے وہ ان فیوض سے محروم ہوگئے جو مسیح موعود کے طفیل اس مسجد میں محمود کے پیچھے نماز پڑھنے والے حاصل کر رہے ہیں۔

(۷) حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آخر زمانہ میں مظہر ابلیس کے فتنوں کے وقت جب احمد نبی ان فتن کے دور کرنیکے لئے مبعوث ہوگا مسجد احمد میں ایک سفید مینار بنایا جائیگا جو دور سے دکھائی دیگا۔ مظہر ابلیس اپنے اصحاب کو کہیگا کلا ترون الی ھذا القصر الابیض ھذا مسجد احمد (نجم الکامہ صفحہ ۴۱۳) اسوقت مظہر ابلیس کا نزول ایک سرخ پہاڑی کے نزدیک ہوگا (یہاں سرخ پہاڑی میں بھی اشارہ ہے جو سرخ بلوں میں اوپر بیان ہوا) تب کچھ زلازل آوینگے جنکے سبب سے بعض لوگ مدینۃ الرسول کو چھوڑ کر مظہر ابلیس کی طرف چلے جاینگے یعنے ایسے لوگوں میں جا شامل ہونگے جو اس احمد کے منکر اور اعتقادی طور پر مظہر ابلیس کے معاون ہیں حتی ینزل عند الظرب الاحمر.. ..فترجف المدینۃ باھلھا ثلاث رجفات فلا یبقی منافق ولا منافقۃ الا خرج الیہ (ابن ماجہ) اب مسجد احمد موجود جس کا امام محمود ہے اسمیں قصر ابیض (سفید منارہ) موجود۔ ظرب احمر موجود۔ بتاؤ نکلنے والے کون اور کہاں ہیں۔

(۸) حدیث شریف میں ہے کہ مسیح موعود کے مقابلہ میں یہود جب بھاگ کر پتروں درختوں کی پناہ لینگے تو ان سے بھی یہی آواز آئیگی یا مسلم ھذا الیھودی ورائی مگر غرقد یہود کا طرفدار ہوگا الا الغرقد فانہا من شجرھم لا ینطق۔ شراح حدیث لکھتے ہیں الغرقد نوع من شجر الشوک۔ یہود اس کو لگاتے اور اسکی تعظیم کرتے ہیں جو لوگ مانتے ہیں کہ مسیح موعود آگیا۔ مسلم یہود ظاہر ہوگئے انپر اس غرقد کا حال پوشیدہ نہیں جس کی یہود تعظیم کرتے اور اسکو لگاتے یعنے مالی امداد دیکر اسکی پرورش کر رہے ہیں

(۹) مکاشفات صفحہ ۲۵ "دو شنبہ قبل عصر سے قبل حضرت مسیح موعود نے رویا سنائی کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر وضو کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ زمین پولی ہے اور اسکے نیچے ایک

غارسی چلی جاتی ہے میں نے اسمیں پاؤں رکھا تو دھس گیا اور خوب یاد ہے پر میں نیچے ہی نیچے چلا گیا پھر ایک جست کرکے میں اوپر آگیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا جو مثل دائرے کے گول اور اسقدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر اور میں اس کے اوپر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں۔ سید محمد احسن صاحب کنارہ پر تھے (اب تو اسمیں گر گئے ہیں۔ ناقل) میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھکر مجھ پر ہے۔" یہ گڑھا جس میں آپ دھس گئے تھے یعنے آپکی شان مرتبہ کو گھٹایا گیا۔ آپ اپنی تعبیر ظاہر کر رہا ہے۔

(۱۰) البشریٰ صفحہ ۶۵ میں یہ تین الہامات قابل غور ہیں۔ اول برمنع اعدائک شمعہ یا رب دوم ابعہ ۔ سوم سلسلہ قبول الہامات میں سب سے نچا مولوی ان تینوں کا آپسمیں یہ تعلق تھا کہ بعض لوگوں نے اپنی تدبیروں اور مکروں سے حضور کے لئے ایک چھوٹی زمین تیار کر رکھی تھی جسمیں حضرت صاحب کو نیچے دھسنا پڑگیا لیکن حضور کی دعائیں آسمان پر پہنچ چکی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے ایک اولوالعزم لشکر بھیجا جسکی ہمت اور کوشش سے حضور اس گڑھے سے نکلکر آسمان پر اڑنے لگے اور ایک مولوی ۱۵ دسمبر ۱۶ء کو ۱۱ بجے کے بعد اس گڑھے میں آگرا۔ دیکھو پیغام ۲۴ دسمبر ۱۶ء

ایک پادری صاحب کے اعتراضوں کا جواب

خداوند جسے چاہے دین کی سمجھ دے

"فاضل مضمون نویس نے اس مضمون میں اعتراضوں کا جواب دیا ہے اور قائلین حکمت کے عقائد مسلمہ پر از روئے بائبل و تفاسیر معتبرہ تبصرہ کیا ہے جو امید ہے علم دوست مذہبی ذوق رکھنے والے حق جو احباب کے لئے مفید ہوگا"

واہ خدا کی دولت و حکمت و دانش کی کیسی گہرائی ہے اسکی عدالتیں دریافت سے کیا ہی پرے اور اسکی راہیں بیان کرنے سے کیا ہی دور ہیں کہ کس نے خداوند کی عقل کو جانا ہے یا کون اسکا صلاح کار رہا۔ یا کس نے پہلے سے اُسے کچھ دیا ہے کہ اُسے پھیر دیا جائیگا روم ۱۱/۳۳ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ حکیموں کی حکمت کو نیست اور عقلمندوں کی عقل کو رد کریگا (۱) کرنتھی ۱/۱۹ وہ عقلمندوں کو ان کی چالاکی میں پھنساتا ہے اور ٹیڑھے ترچھے لوگوں کی صلاح کو الٹ دیتا ہے کہ وہ دن کو اندھیرے میں جا پڑتے ہیں اور دوپہر کو رات کی طرح ٹٹولتے پھرتے ہیں وہ مسکین کو تلوار سے ان کے منہ سے اور زبردست کے ہاتھ سے بچاتا ہے سو مسکین کو امید ہے اور بدکاری اپنا منہ بند کر دیتی ہے۔ دیکھ وہ نیکبخت وہ آدمی ہے جسے خدا تنبیہ دیتا ہے سو قادر مطلق کی تادیب کو حقیر مت جان۔ ایوب ۵/۱۲-۱۷ خداوند یرمیاہ میں کہتا ہے کہ میری قوم خداوند کی عدالت کو نہیں پہچانتی تم کیونکر کہتے ہو کہ ہم تو دانشمند ہیں اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے دیکھ حقیقت میں انہوں نے اسکو عبث بنا رکھا ہے دانشمند شرمندہ ہوئے وہ حیران ہوئے اور پکڑے گئے دیکھ انہوں نے خداوند کے کلام کو حقیر جانا تو ان میں کیا دانائی ہو سکتی ہے یرمیاہ ۸/۷-۹

اسوقت یسوع نے کہا اے باپ آسمان اور زمین کے خدا میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں۔ ہاں اے باپ کیونکہ ایسا ہی تجھے پسند آیا۔ متی ۱۱/۲۵

مسیح ناصری کا مذکورہ کلام علاوہ مذکورہ بالا حوالہ جات کے یسعیاہ نبی کے پرانے صحیفہ کے ان کلمات کی یاد دلاتا ہے جنمیں اس بات کی یسعیاہ نے وجہ بیان کی ہے کہ کیوں داناؤں اور عقلمندوں سے یہ قدریں پوشیدہ رکھی گئیں اور کیوں بچوں پر ظاہر کی گئیں۔ خود مسیح ناصری نے

یسعیاہ کے اسی کلام کا اقتباس یوں ایسے لوگوں پر چسپاں کیا ہے "تم کانوں سے سنو گے اور ہرگز نہ سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو گے اور ہرگز معلوم نہ کر سکو گے کیونکہ اس امت کے دل پر چربی چھا گئی ہے وہ کانوں سے اونچا سنتے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سنیں اور رجوع لائیں اور میں انہیں شفا بخشوں" یسعیاہ ۹/۶ متی ۱۴/۱۳

مذکورہ کلام سے ظاہر ہوا کہ عقلاء لوگ جب دیدہ و دانستہ الٰہی قدرتوں کو نہ محسوس کرنے کے لئے خود آپ اپنے حواس ظاہری و باطنی کو کام میں نہیں لاتے تو ایسے لوگ ان الٰہی ارادوں کی فہمید سے محروم ہو جاتے ہیں جن کو بے داغ نگاہ رکھنے سے انسان نجات کا وارث بن سکتا ہے لیکن اگر بعض اشخاص نیک نیتی اور کمال کوشش و فکر عمل میں لا کر اہم مسائل کے بارے میں عقلی و ذہنی نتائج میں غلطی پر ہوں تو وہ اپنے ارادے اور نیک نیت کے مطابق راستباز ٹھہرائے جائینگے "مبارک وہ جو اپنے تئیں اس کام کے سبب جسے وہ مناسب جان کے کرتا ہے ملامت نہ کرے" روم ۱۴/۲۲

عقل سے کام لو ضمیر کی آواز سنو

فاضل بشپ واٹسن کیا خوب فرماتے ہیں کہ اگر مختلف انسان دانائی و ایمانداری سے نوشتوں کی نسبت تفحص کریں اور ان میں غور و فکر کے بعد نہایت ہی اہم مسائل میں بھی مختلف نتائج پر پہنچیں ہم یقین کرتے ہیں کہ خدا فقط جو جانتا ہے کہ ہر انسان کس قابل ہے اس پر جو غلطی پر ہے رحم فرماویگا دیباچہ مجموعہ رسائل دینی۔ لیکن جو لوگ صرف لکیر کے فقیر اور مذہب میں تحقیقی آزادی کے دشمن ہوتے ہیں وہ حضرت مسیح اور حواریین مسیح کے اقوال و احکام کے خلاف ہوتے ہیں کیونکہ مسیح فرماتا ہے "سچائی تمکو خود آزاد کرے گی یوحنا ۸/۳۲ اور مقدس یعقوب فرماتے ہیں" تم ان لوگوں کی مانند کلام بھی کرو۔ اور کام بھی کرو جنکا آزادی کی شریعت کے مطابق انصاف ہوگا یعقوب ۲/۱۲ پس ایسے لوگوں کو جنکا ذکر مقدس یعقوب فرماتے ہیں تحکم و زبردستی سے اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرنے والے در اصل خلقت الٰہی جو خرابی کی غلامی سے چھوٹ کر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادگی میں داخل ہوتی ہے اور م ۸/۲۱ کے راستہ کو مسدود کرتے ہیں۔" پس چاہیئے

کہ کوئی انسان ظاہر کے موافق فیصلہ نہ کرے۔ یوحنا ۸/۲۴ بلکہ واجب فیصلہ کرنا چاہیئے۔ لوقا ۱۲/۵۷ میں عقلمند جان کر تم سے کلام کرتا ہوں جو میں کہتا ہوں تم آپ اسے پرکھو۔ نمبر ا کرنتھی ۱۰/۱۵ ساری باتوں کو آزماؤ اور جو بہتر ہو اسے پکڑے رہو۔ نمبر ا تھسلو ۵/۲۱

پس جب مسیح خود اور اسکے حواری دوسروں کی عقل و ضمیر و تمیز کو خطاب کر کے کہتے ہیں "کہ یہ نہیں کہ ہم تمہارے ایمان پر خداوندی حکومت کرتے ہیں۔ نمبر ۲ کرنتھی ۱/۲۴ تو تم پھر کون ہو جو دوسرے کے نوکر پر حکم کرتے ہو کہ وہ اپنے خداوند کے آگے کھڑا ہے۔ یا پڑا ہے روم ۱۴/۴

پادری صاحب کے اعتراضات

امام ہریسر مطلب مورخہ ۲۸ مارچ ۱۷ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ایک طالب علم کے ساتھ جو امتحان انٹرنس کے واسطے بٹالہ گیا ہوا تھا۔ ایک انگریز عالم پادری صاحب جو ایک مشن کے ڈسٹرکٹ کے پورے انچارج ہیں کچھ مذہبی گفتگو ہوئی یا یوں کہیں کہ صاحب موصوف اس طالبعلم احمدی کو تبلیغ فرماتے رہے یہیں تک ہی کہ تبادلہ خیالات کا دور چلتا رہا۔ تبادلہ خیالات جن الفاظ میں ہوتا رہا۔ ان کا خلاصہ مطلب انہیں کے الفاظ میں یہ کہ اگر کفارہ مسیح کو تسلیم نہ کیا جاوے تو عدل الٰہی قائم نہیں رہتا اور کفارہ مسیح کا اس صورت میں نقص پیدا کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ (یعنی مسیح) انسان ہوتا۔ لیکن چونکہ وہ الٰہی ذات تھا لہٰذا کسی نقص کا اندیشہ نہیں۔ طالب علم نے الوہیت مسیح کی نقلی دلیل طلب کی۔ صاحب موصوف نے فرمایا۔ ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یوحنا ۱۔ طالب علم نے عرض کیا مجھے اس دلیل کی سمجھ نہیں آئی۔ پادری صاحب نے پوچھا۔ خدا کس کو کہتے ہیں طالب علم نے جواب دیا اللّٰہ نور السمٰوات والارض۔ اللہ ایک نور ہے پادری صاحب نے اس پر اعتراض کیا کمرے میں روشنی ہے یہ بھی خدا ہوا حالانکہ یہ تو اسکی مخلوق ہے طالب علم نے جواب دیا۔ ہاں یہ اسکے نور کی ادنیٰ تجلی ہے پھر صاحب ممدوح نے کہا سورج کے چمکنے سے روشنی نکلتی ہے جس طرح لکڑی کے جلنے سے پھر یہ بھی خدا ہے حالانکہ یہ تو مخلوق ہے طالب علم نے پوچھا پھر آپ ہی خدا کی تعریف کر دیں۔ پادری صاحب نے فرمایا خدا روح ہے جس کو انگریزی میں سپرٹ کہتے ہیں یہ ہے خلاصہ اس گفتگو کا جو مابین احمدی طالب علم اور یورپین مشنری کے ہوا۔

پہلے اعتراض کا جواب

اب ذیل میں صاحب مشنری کے اقوال تلونات پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے اور یہ صاحب موصوف کی عزت افزائی ہے ورنہ ہر کس و ناکس کے ساتھ ہم اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتے۔

اول۔ کفارہ یسوع مسیح کو اگر تسلیم کیا جائے الخ تمام مسیحی مناد عموماً اسی دلیل کو کفارہ کی تائید میں پیش کرتے ہیں مگر یہ دلیل عقلاً و نقلاً بالکل غلط ہے کیونکہ مطلب اس دلیل کا صرف یہی ہے کہ خدا کسی شخص کو جو بدکار ہو معاف نہیں کر سکتا اور کسی شخص کو جس نے دس نیکیاں کی ہوں اسکو تیس اعمال حسنہ کی جزا نیک نہیں دے سکتا اور اگر وہ ایسا کرے تو عادل نہیں رہیگا کیونکہ برائی کرنے والے بدکار کو اسنے بلا معاوضہ بخشدیا اور تھوڑی نیکیاں کرنے والے انسان کو بلاوجہ زیادہ اجور حسنہ کا مستحق ٹھہرایا اب ہم دریافت کرنے میں آیا ایسا ماننے والے خدا کو اپنے آپ پر حاکم نہیں سمجھتے بلکہ اپنے آپ کو خدا پر حاکم سمجھکر اسکی صفات عالیہ کو محدود دائرہ میں لاکر بلاوجہ اسکی عیب جوئی اور نکتہ چینی کرتے ہیں حالانکہ یہ جائز نہیں چنانچہ رسول پولوس کا کلام شاہد ہے۔ وہ

انجیل سے رحم بلا مبادلہ کا ثبوت

کہتا ہے پس ہم کیا کہیں کیا خدا کے ہاں بے انصافی ہے ہرگز نہیں کیونکہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اس پر رحم کرونگا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اس پر ترس کھاؤنگا۔ پس یہ نہ ارادہ کرنے والے پر اور نہ دوڑ دھوپ کرنے والے پر بلکہ رحم کرنے والے خدا پر منحصر ہے روم ۹/۱۴-۱۶ پھر آیت ۱۸ لغایت ۲۲ میں کہتا ہے "پس جس پر وہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کر دیتا ہے اے انسان بھلا تو کون ہے جو خدا کے سامنے جواب دیتا ہے کیا بنی ہوئی چیز بنانے والے سے کہہ سکتی ہے کہ تو نے مجھے کیوں ایسا بنایا۔ کیا کمہار کو مٹی پر اختیار نہیں کہ ایک ہی لوندے میں سے ایک برتن عزت کے لئے اور دوسرا بے عزتی کے لئے بنائے پس کیا تعجب ہے اگر خدا اپنا غضب ظاہر کرنے اور اپنی قدرت آشکارا کرنے کے ارادہ سے غضب کے برتنوں کے ساتھ جو ہلاکت کے لئے تیار ہوئے تھے نہایت تحمل سے پیش آیا" روم ۹/۱۸-۲۲

ہم بادب التماس کرتے ہیں کہ پادری صاحب خود رسول پولوس کے کلام مذکور کو پڑھکر دیکھیں

کہ کیونکہ ان کی دلیل صحیح نہیں کیونکہ خدا مغضوب و مقہور لوگوں پر رحم کرتا ہے۔

دوسرا ثبوت رحم اور انصاف کے بارے میں مقدس پولوس کے علاوہ مقدس یعقوب یہ فرماتے ہیں "جس نے رحم نہیں کیا اسکا انصاف بغیر رحم کے ہوگا۔ رحم انصاف پر غالب آتا ہے" یعقوب ۲ باب ۱۳۔ پس پادری صاحب غور فرمایئے مقدس یعقوب کیا فرماتے ہیں جب انسان کے انصاف پر رحم کے غالب آجانے کی حالت میں انسان معیوب نہیں۔ بلکہ موصوف بالصفت ہو جاتا ہے۔ تو خدا کے رحم کو کیوں بری نظر سے دیکھا جاوے۔

تیسرا ثبوت پھر متی کی انجیل کے باب ۲۰ میں ایک اور تمثیل اس دین کے خلاف اور ہمارے مؤید ہے ناظرین کو چاہیئے کہ اس تمثیل کو پڑھیں لیکن پادری صاحب نے بارہا اس تمثیل کو پڑھا ہوگا۔ اسلیئے ہم پادری صاحب موصوف سے دریافت کرتے ہیں کہ کیوں اس تمثیل کی رو سے آسمان کی بادشاہت کے مالک نے ان مزدوروں کو جو صبح سے لیکر شام تک کام کرتے رہے تھے اور پھر ان کو بھی جو پہر دن چڑھے (رومی حساب سے ۹ بجے صبح) سے لیکر شام تک اور ان کو بھی جو دو پہر اور تیسرے پہر ڈھلے (رومی حساب اسوقت جو رائج تھا اسکے بموجب دو پہر ۱۲ بجے دن کے اور تیسرے پہر سے مراد چار بجے دن کے) سے لیکر شام تک کام کرتے رہے تھے سب کو ایک ایک دینار دیا تھا۔ حالانکہ پچھلی ثلاثہ جماعتوں نے صبح والے مزدوروں کی نسبت بہت تھوڑا کام کیا تھا اور پھر تعجب یہ کہ ان کو بھی جو قبل از غروب آفتاب ایک گھنٹہ کام پر لگائے گئے تھے تمام پہلے گروہوں کی برابر ایک ایک دینار دیا۔ کیا یہ بے انصافی نہیں کیا بقول صاحب موصوف کے یہ خلاف از عدل نہیں ضرور ہے مگر آسمانی بادشاہت کا مالک اس اعتراض کے جواب میں وہی جواب دیتا ہے جو قبل ازیں ہم بالفاظ رسول پولوس پادری صاحب کی خدمت میں عرض کر چکے ہیں۔ مالک ان مزدوروں کے اعتراض کے جواب میں کہتا ہے "اے مردود اعتراض کرنے والو! کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال کو جو چاہوں سو کروں" آیت ۱۴

پس ہم خدا کو اسلئے کہ حقیقۃً رحیم اور نیک ہے بری نظر سے نہیں دیکھ سکتے اور نیز وہ بقول رسول پولوس کے جس پر وہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔"

مذکورہ بیان سے ظاہر ہوا کہ جو خدا کو قادرِ مطلق سمجھتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے اس فعل پر کہ وہ بدکار تائب کو معاف کر دیتا ہے معترض نہیں ہو سکتا انبیاء کی تعلیم کا یہی نتیجہ ہے۔

کیا گناہ بغیر کفارہ کے نہیں بخشے جا سکتے

اب رہا یہ امر کہ توبہ بجز کفارہ مسیح کے ہیچ ہے اور کہ سوا فدیہ مسیح پر ایمان لانے کے گناہ نہیں بخشے جا سکتے کیونکہ بوجہ ان مصائب کے جو مسیح نے جہان کے گنہگاروں کے لئے صلیب پر برداشت کئے اور کسی طرح بامعاوضہ خدا گناہ نہیں بخشیگا کیونکہ خدا نے رحم کر کے خود مسیح کو ہماری بدکاریوں کے عوض کچلا۔ یسعیاہ ۵۳ اور ہمارے لئے نجات کا راستہ کھول لیا۔

گنہگار کے عوض میں بے گناہ کو مواخذہ خلاف عدل ہے

اول یہ دلیل خود خلاف از عدل ہے کہ گناہ زید کرے اور اسکے معاوضہ میں بکر کو دار پر کھینچا جائے کیونکہ انصاف یہی چاہتا ہے کہ بکر جو گنہگار ہے اسے صلیب دیا جاوے نہ کہ بیچارے زید کو جو محض بیگناہ ہے یہ سراسر عدل انسانی اور انصاف الٰہی کے خلاف ہے کیوں یہ خلاف عدل ہے یا کہ نہیں

یہ راستہ نجات کا خدا کا کھولا ہوا نہیں

اور اگر یہ کہا جاوے کہ بطور فدیہ مسیح نے کے لئے لیتا تھا ہو انا جیل اسکے خلاف میں اناجیل بتلاتی ہیں کہ وہ خدا کا پیارا نبی مسیح جب اسے یقین ہو گیا کہ یہود ملعون ضرور مجھے مصلوب کرنا چاہتے ہیں نہایت غمگین ہوا۔ یہانتک کہ غم سے مرنے کی نوبت پہنچ گئی تھی ۲۶ اور اگر یہ خدا کا کھولا ہوا راستہ ہے تو کیوں یہودا اسکریوطی قابل لعن طعن ہے کیوں مسیح نے فرمایا ابن آدم تو جیسا اسکے حق میں لکھا ہے جاتا ہی ہے مگر اس آدمی پر افسوس ہے جسکے وسیلے سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اسکے لئے اچھا ہوتا“ متی ۲۶ پس ثابت ہوا کہ یہ راستہ خدا کا کھولا ہوا نہیں۔

پہلے گناہ کس طرح معاف ہوتے تھے

پھر اور سنئے انیس ۱۹ سو سال سے کچھ کم عرصہ گذرا کہ خدا نے یہ رستہ کھولا مگر سوال یہ ہے کہ اس سے پہلے کس طرح گناہ معاف

ہُوا کرتے تھے اسکی نسبت ہم خود ہی مفصّل بتاتے ہیں۔ لیکن اول مسیحی صاحبان کی خدمتمیں عرض ہے کہ وہ اپنے خداوند کے ان الفاظ کو خوب یاد رکھیں۔ "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت اور نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" متی ۵/۱۷

حزقی ایل نبی کی گواہی

اب ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاء کی کتب میں کیا لکھا ہے۔ اول حزقی ایل ۱۸/۱۹ تا ۲۲ میں لکھا ہے "پر تم کہتے ہو کہ کیوں؟ کیا بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا ہے سو جبکہ بیٹے نے جو شرع میں درست اور روا ہے کیا۔ اور اس نے میرے حکموں کو حفظ کیا اور ان پر عمل کیا سو وہ یقیناً جئیگا وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مریگی بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اٹھائیگا اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اٹھائیگا۔ صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑے گی۔ لیکن اگر شریر اپنی ساری خطاؤں سے جو اس نے کی ہیں باز آئے اور میرے سارے حکموں کو حفظ کرے اور جو کچھ شرع میں درست اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً جئیگا وہ نہ مریگا۔ اسکے سارے گناہ جو اس نے کئے اسکے لئے محسوب نہ ہونگے۔ اپنی راستبازی میں جو اس نے کی وہ جئیگا مفصّل دیکھو حزقی ایل ۱۸/ا تا ۳۰

حزقی ایل نبی کے کلام سے ظاہر ہُوا کہ کوئی کسی کے گناہ کا معاوضہ نہیں دے سکتا جو جان گناہ کریگی وہی مریگی نہ کہ زید کے عوض بکر یا خالد مارا جائیگا اور دوسرا یہ کہ اگر گنہگار توبہ کرے اور رجوع لائے تو اسکے سارے گناہ جو اسنے پہلے کئے تھے محسوب نہ ہونگے۔ یہ دلیل صریح کفارہ کے خلاف ہے۔

یرمیاہ نبی کی گواہی

دوم یرمیاہ ۳۱/۲۹ "ان دنوں میں یہ پھر نہ کہا جائیگا کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے اور لڑکوں کے دانت کھٹے ہوگئے کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مریگا ہر ایک جو کچے انگور کھاتا اس کے دانت کھٹے ہونگے"۔

یرمیاہ نبی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ ہر فاعل ذوی ارادہ اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔ اور اسکی بری یا اچھی تاثیر اسپر مؤثر ہوگی۔

عہد عتیق کے محولہ بالا حوالجات سے ظاہر ہوا کہ کفارہ درست نہیں اور ہمنے بخوف طوالت صرف یہی چند حوالے پیش کئے ہیں یہ حوالہ جات ایسے صریح ہیں کہ اگر دنیا کے سارے مسیحی فاضل ان کی تردید کرنا چاہیں تو انشاء اللہ ہرگز کامیاب نہ ہونگے۔

عہد جدید کفارے کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے

اب عہد جدید پر غور کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے یہ امر قابل غور ہے کہ مسیح کا شاگرد کون ہے وہ جو مسیح کا شاگرد ہے وہ عیسائی ہے اعمال ۱۱/۲۶

شاگرد کون ہے مسیح فرماتا ہے اگر تم میری باتوں پر ثابت رہوگے تو تم تحقیق میرے شاگرد ہوگے" یوحنا ۸/۳۱ اور جو اسکی ان باتوں پر عمل نہیں کرتا وہ مسیحی نہیں۔ بلکہ اس بیوقوف آدمی کی مانند ہے جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا اور آندھی اور مینہ سے وہ گھر برباد ہوگیا" متی ۷/۲۶ اسکی وہ باتیں کونسی ہیں جن پر عمل کرنے سے مسیحی رہ سکتا ہے وہ اسکی تعلیم جو پہاڑی وعظ کہلاتی ہے آیت ۲۷۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ اگر مسیح اس صورت میں جیسا کہ موجودہ زمانہ میں مسیحیوں کو دعویٰ ہے کفارہ ہوا ہوتا تو کوئی شک نہیں کہ مسیح صرف اپنی تعلیم پر عمل کرنے والے کو اپنا شاگرد نہ بتاتا۔ بلکہ صرف اس کو جو اسکے کفارے پر ایمان لاتا۔ مگر مسیح نے ایسا ہرگز نہیں کیا۔

دوم یہ کہ اگر اعمال سے مسیح کی شاگردی میں راستبازی مل سکتی ہے تو پھر کس کا راستباز بننا بالکل ناممکن ہے کیونکہ مقدس یوحنا فرماتے ہیں "اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو ہم اپنے آپکو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں" یوحنا ۱/۸ اور مقدس پولوس بتلاتے ہیں کہ "سب نے گناہ کیا۔ اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" روم ۳/۲۳ پس ظاہر ہوا کہ فضل کے سبب مسیح یسوع کے کفارہ سے مفت میں راستباز ٹھہرائے جانا مادر چرچ کی تعلیم ہے نہ کہ کسی پراٹسٹنٹ کی کیونکہ پراٹسٹنٹ کا کلیہ ہے کہ "کتاب مقدس ہی اکیلی سند ایمان اور فرمانبرداری کی ہے"۔ ہاں رومن کیتھولک کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ وہ علانیہ مانتے ہیں کہ ہمنے ان مسائل کو انجیل سے ہرگز نہیں پایا۔ مادر چرچ نے ان کی تعلیم دی ہے اگر میرے پاس محض کتاب مقدس ہی ہوتا۔ تو مجھکو ان مسائل سے انکار کرنا پڑتا۔ پس ہم ذیل میں سوالوں کو سبکدوش کرنے

والے فرقہ کو نہیں بلکہ خالص پراٹسٹنٹ کو مقدس پولوس کی تعلیم بتلائینگے۔ مقدس پولوس فرماتے ہیں وہ اور مصیبت اور تنگی ہر ایک بدکار کی جان پر آئے گی پہلے یہودی کی پھر یونانی کو کیونکہ خدا کے ہاں کسی کی طرفداری نہیں مگر جلال اور عزت اور سلامتی ہر ایک نیکو کار کو ملیگی پہلے یہودی کو پھر یونانی کو“ روم ۲ باب۔ خیال کرنیکا مقام ہے کہ مقدس پولوس صاف فرماتے ہیں کہ جو نیکو کار ہوگا خواہ یہودی ہو خواہ یونانی اسی کو سلامتی ملے گی۔ اگر کوئی صاحب مقدس پولوس کے اس کلام کی تاویل کرنا چاہیں تو معلوم ہو کہ بائبل کے علم تطبیق جاننے والے عالموں نے خود ہی پولوس کے اس کلام کو حزقی ایل ۱۸ باب کیساتھ تطبیق دی ہے دیکھو ریفرینس نامہ رومیہ ۲ باب آیت

اب ہم ایسے لوگوں پر بھی حجت تمام کرتے ہیں جو لیتے آپ کو ان مسائل کے ماننے اور جاننے میں اپنے قدیم زمانے کے پیشواؤں اور بزرگوں کا طرفدار خیال کرتے ہیں پس ان کو معلوم ہو۔ کہ مقدس اتاناسیس فرماتے ہیں وہ مسیح کی آمد پر سب آدمیوں کو اپنے اپنے بدن کے ساتھ پھر اٹھنا اور اپنے اپنے اعمال کا حساب دینا پڑیگا۔ ہدایت نمبر ۴۰ جنھوں نے نیکیاں کیں وہ حیات ابدی میں داخل ہونگے اور جنھوں نے بدیاں کیں وہ ابدی آگ میں پڑینگے ہدایت ۴۱۔ دیکھو دعائے عام اور سکرامینوں کی تعمیل کی کتاب۔ چرچ آف انگلینڈ مطبوعہ ۱۸۹۶ء۔ مقدس اتاناسیس کا عقیدہ نامہ صفحہ ۲۲۔ پس ثابت ہوا کہ گنہگار کو کفارہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا اور گناہ کے زائل کرنے کا علاج وہی ہے جو حزقی ایل یرمیاہ یسعیاہ وغیرہ دیگر تمام انبیاء نے بیان کیا اور جسے مسیح مطابق متی ۵ باب کے منسوخ نہیں کرسکتا۔

کفارہ مسیح کی بنیاد الوہیت مسیح پر ہے

پادری صاحبکا یہ فرمانا اور کفارہ مسیح کا اس صورت میں نقص پیدا کرسکتا ہے جس صورت میں کہ وہ انسان ہوتا۔ الخ بالکل صحیح امر ہے کیونکہ جب تک الوہیت مسیح کو تسلیم نہ کیا جائے کفارہ کے قائل ہو ہی نہیں سکتے تمام مسیحی علماء و فضلاء اس بات کے قائل ہیں۔ چنانچہ علاوہ دیگر علماء کے فاضل ریورنڈ ڈی ڈبلیو ٹامس ایم اے بھی اپنی کتاب میں بتلاتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ہمارے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کا منکر ہو۔ اور اسکا ایمان اپنے طور کا ہو تو وہ کفارہ کے مسئلہ کا بھی جسے مسیحی کلیسیا کے لوگ مانتے ہیں ضرور منکر ہوگا۔

دیکھو تشریح التثلیث مصنفہ پادری صاحب موصوف صفحہ ۸

اور پادری صاحب نے الوہیت مسیح پر وہی دلیل پیش کی جو پادری صاحب جیسے مسیحی مذہب کے فاضل کا ہی حق تہا کیونکہ تمام فاضلان اہل تثلیث نے ہمیشہ سب دلائل سے پہلے اس دلیل کو نہایت زور شور سے منکرین الوہیت کے سامنے پیش کیا ہے ذیل میں ہم اس پر مفصل بحث کرتے ہیں ہر دو فریقین کے بیانات کو ہم بہ تفصیل قلم بند کرینگے۔

کیا الوہیت مسیح کی دلیل دی جاتی ہے

وہ دلیل یوحنا کی انجیل سے اخذ کی جاتی ہے مقدس یوحنا کی عبارت یہ ہے یوحنا ۱ ورس ابتدا میں کلام تہا اور کلام خدا کے ساتھ تہا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تہا۔ ساری چیزیں اسی کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا۔ اسمیں سے کوئی چیز بھی بغیر اسکے پیدا نہیں ہوئی اسمیں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تہا اور نور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی نے اسے قبول نہ کیا لغایت آیت ۵ - اسکے بعد یوحنا بپتسمہ دینے والے کا حال تحریر کرکے پھر آیت ۱۴ سے مقدس یوحنا یوں فرماتے ہیں اور کلام مجسم ہوا۔ اور فضل اور سچائی سے معمور ہوکر ہمارے درمیان رہا اور ہمنے اسکا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" پھر آیت ۱۸ میں لکھا ہے۔ خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا"

مقدس یوحنا کی مذکورہ عبارت ہمنے انتخاب سے اس طرح الحدی ہے کہ کوئی الوہیت مسیح کا ماننے والا ہمپر یہ اعتراض نہیں کرسکتا کہ فلاں آیت جو الوہیت مسیح کی زبردست دلیل تھی ترک کردی بلکہ ہمنے خاص طور پر بوجہ طوالت صرف وہی آیات لکھیں جن سے الوہیت مسیح کے ماننے والے اپنا مدعا ثابت کیا کرتے ہیں۔

اس دلیل کی تشریح

ناظرین پر واضح ہو کہ مسیحی صاحبان کا دعوے ہے کہ "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تہا اور کلام خدا تہا" اس کلام یا کلمہ سے مراد یسوع مسیح ہے جسے خدا کہا گیا۔ اور یوحنا انجیل نویس نے اپنی انجیل کے شروع میں اسلیئے الوہیت مسیح کا اقرار کرکے اس مسئلہ کو بالوضاحت تحریر کردیا کہ اس زمانہ تصنیف میں ایبی ان اور سرنتھس دو بدعتی عیسائی الوہیت مسیح کے منکر تھے اور ان کے پیرو بکثرت

بڑھتے جاتے تھے چنانچہ جیروم لکھتا ہے کہ "جب یوحنا ایشیا میں تھا جہاں سے اسی وقت مذکورہ اشخاص کی بدعتیں رائج ہو رہی تھیں تو ایشیا کے قریباً سارے بشپوں نے اس کو مجبور کیا کہ ہمارے نجات دہندہ کی الوہیت کی نسبت زیادہ صراحت سے لکھے۔ جونس قینن جلد ۳ حصہ ۴ باب ۱۲۔ چنانچہ مقدس یوحنا نے صاف طور سے لکھدیا۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کیساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔

اور لفظ کلام یا کلمہ کی تفسیر الوہیت مسیح کے ماننے والے یوں کرتے ہیں۔ "مسیح میں جو الوہیت تھی اس کا نام کلمہ رکھا گیا یہودیوں کی تارگم سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی عیسوی میں یہود میں یہ رواج تھا کہ خدا کو لفظ خدا بولنے کی بجائے۔ کلمہ۔ جلال اور شیخنہ بولا کرتے تھے جس طرح پیدائش ۳ میں خداوند کی آواز سنی کی بجائے کلمہ کی آواز سنی اور پیدائش ۱۷ میں "خدا اسکے پاس سے اوپر گیا کی بجائے خدا کا جلال اوپر گیا" اور پیدائش ۲۱ میں "خدا اسی لڑکے کے ساتھ تھا" کی بجائے کلمہ خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔ علاوہ ازیں ہر جگہ جہاں یہوواہ کہا ہے۔ تو ان مقامات کی بجائے ٹارگم والوں نے ہمزہ یعنی کلمہ یا شیخنہ مستعمل کیا ہے لہذا انہی محاورے کو مد نظر رکھکر مقدس یوحنا نے اسجگہ مسیح کو کلمہ یا کلام کے لفظ سے تعبیر کیا جس سے مراد یہ کہ وہ خدا تھا۔ ٹارگم کے اس محاورہ کو عہد جدید کی دوسری کتب میں بھی مد نظر رکھا گیا ہے جیسے عبرانی ۱/۲ وغیرہا

ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ کس فراخ حوصلگی سے ہمنے زوردار الفاظ میں الوہیت مسیح کے پیروکاروں کے استدلال کو بیان کر دیا ہے اب ذیل میں اس استدلال کی تردید نہایت غور و فکر سے پڑھیئے گا۔

اس دلیل پر تنقیدی نظر

اول یہ انجیل کس واسطے لکھی گئی خود یوحنا ۱ پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس انجیل کے دیباچہ میں بہت سی اصطلاحات مثلاً کلام - نور - تاریکی - فضل - الکلمۃ راستی - زندگی بھر بیدی وغیرہا آئی ہیں جن سے صاف ثابت ہے اور اس زمانے کے علم تواریخ کے جاننے والوں کو معلوم ہے کہ جب یہ اصطلاحی الفاظ اس وقت کے افلاطونی فلسفہ دانوں میں سے دہریت کے خیالات

ایشیا کوچک - اور بالعموم افسس اسکے دار الحکومت میں رائج کر دئیے ہوئے تھے) کے رد میں ہیں مقدس یوحنا نے ان فاسد خیالات کی طرف اشارہ کرکے اسے رد کیا ہے بالوضاحت ذکر کرنا اسکا طوالت ہے بعد اسکے مسیحیوں کا یہ کہنا کہ عہد عتیق میں بھی ٹارگم والے خدا کی بجائے کلمہ مستعمل کرتے ہیں صحیح نہیں ورنہ ذیل کے حوالہ جات میں دکھلادیں کہ ٹارگم والوں نے کلمہ خدا اور ضمائر یعنی کلام او۔ متکلم میں فرق کیا ہے یا کہ نہیں اور نیز یہ کہ کیا ان حوالہ جات میں جہاں کہیں لفظ کلمہ یا کلام لکھا ہے اس سے مراد مسیح یسوع ہی ہے ثبوت بتلادیں زبور ۳۳ خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور ان کے سارے لشکر اسکے منہ کے دم سے نمبر ۱ تواریخ ۱۷ اور اسی رات ایسا ہوا کہ خدا کا کلام ناتن کو پہنچا کتاب ہوسیع ۱ خداوند کا کلام بیری کے بیٹے ہوسیع کے پاس پہنچا خداوند کے کلام کا شروع جو ہوسیع کے وسیلے سے آیا۔

اسکے علاوہ عہد جدید کی نسبت بھی یہی ثابت کرنا ہوگا لوقا ۳ خدا کا کلام بیابان میں زکریا کے بیٹے یحییٰ کو پہنچا اعمال ۶ تب رسولوں نے کہا مناسب نہیں کہ ہم خدا کے کلام کو چھوڑ کر غیر کی خدمت کریں۔

اعمال ۱۲/۲۴ خدا کا کلام پھیلکر بڑھ گیا۔ اعمال ۱۳ یہودیوں کی عبادت گاہوں میں خدا کے کلام کا وعظ کرنے لگے آیت ۷ چاہا کہ خدا کا کلام سنے آیت ۴۴ سارے شہر کی بھیڑ آئی کہ خدا کا کلام سنیں آیت ۴۶ - پولوس و برنباد لیر ہو کر بولے ضرور تھا کہ خدا کا کلام پہلے تمہیں سنایا جاوے نمبر ۱ یوحنا ۲/۱۴ اور خدا کا کلام تم میں رہتا ہے۔

مذکورہ بالا حوالجات میں جیسا یوحنا ۱ میں لفظ لوگس ہے ویسا ہی ان میں بھی لگس ہی ہے اور ایڈم کلارک صاحب کے نزدیک اس لفظ یونانی کے معنے ہیں لفظ جو بولا گیا تکلم فصاحت مسئلہ دلیل - اور اک تفسیر ایڈم کلارک لوقا ۱ یوحنا ۱

دوم - ٹارگم والے فرشتہ کی جگہ کلمہ اور شیخنہ استعمال کرتے تھے جیسا کہ ہمارے مسیحیوں کو بھی اقرار ہے پس جب فرشتہ کے لئے بھی استعمال ہوا تو پھر مسیح کی کوئی خصوصیت نہ رہی اور نہ لفظ کلمہ یا شیخنہ کی کہ مجرد اس سے الٰہی ذات مراد ہو دیکھو ٹارگم والے قاضیوں ۲ میں جہاں لکھا ہے کہ "پھر خداوند کا فرشتہ آیا" اسجگہ فرشتہ خداوند کی بجائے ٹارگم والے ممرہ یا شیخنہ استعمال کرتے ہیں - بتلاؤ پھر اب وہ

فرشتہ خدا تھا ہرگز نہیں پس اسی طرح مسیح بھی نہیں۔

سوم۔ یہودی فضلاء میں سے فیلو جو اسکندریہ کا فیلسوف یہودی مسیح کا ہمعصر تھا لکھتا ہے "اور حقیقی خدا تو ایک ہی ہے پھر وہ جو خدا کہلاتے ہیں بہت ہیں اسلئے کتاب مقدس حقیقی خدا کا ذکر بذریعہ حرف تعریف کرتی ہے" اور اب یہ امر ظاہر ہے کہ یوحنا ۱ ۱ میں خدا کلام تھا بغیر حرف تعریف کے آیا یہودی علوم کی رُو سے بھی مسیح خدا ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک تو مسیح کی الوہیت کے قائلین کے ساتھ ساتھ ہمنے بحث کی مگر اب ہم تحقیق کو ذرا زیادہ کام میں لائینگے۔

انجیل کی اس آیت کے معنوں پر مزید بحث

اوّل یوحنا ۱ ۱ میں کلام یا کلمہ یونانی میں لفظ لوگس جسکے معنے علاوہ معروف معانی کے صنعت علم۔ کلام۔ حکمت۔ قدرت۔ عقل تمام یونانی دان علماء کے نزدیک مسلمہ اور صحیح ہیں۔

دوم۔ اس فقرہ یعنے ۱ ۱ میں صرف و نحو کے علماء میں سے بعضوں کے خیال میں یہ الفاظ صفت موصوف اور بعضوں کے نزدیک مضاف مضاف الیہ ہے لیکن اہل تثلیث کے نزدیک کلام مبتدا اور خدا اسکی خبر ہے (لیکن ویر صاحب سا فاضل اسکو بالکل غلط بتلاتا ہے)

سوم۔ شروع انجیل میں مسیح کی الوہیت کو کھول کر لکھنے سے مصنف انجیل کا مطلب صاف معلوم ہوتا ہے کہ بدعتیوں کے لئے لکھی گئی مسیحیوں کا یہ قول صحیح نہیں خود اس انجیل کے لکھنے والا بتلاتا ہے کہ "یہ انجیل لکھی گئی اسلئے تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے ۲۰ ۳۱ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ بمجرد الفاظ ابن اللہ سے الوہیت ثابت نہیں ہوتی ظاہر ہو گیا کہ یہ انجیل مسیح کی الوہیت ثابت کرنے کے واسطے نہیں لکھی گئی بلکہ صرف ابنیت جو ہرگز الوہیت پر دال نہیں۔

اس انجیل کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مصنف موحد تھا کیونکہ اسنے مسیح کے اس قول کو خوب یاد رکھا میرا باپ مجھ سے بڑا ہے یوحنا ۱۴ ۲۸ دیکھو ثلاثہ اقانیم کی مساوات کے مسئلہ کو جس پر سب دارومدار ہے کیا صاف کیا ہے پھر مصنف صاحب نے مسیح کے اس قول کو بھی خوب یاد رکھا ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں ۱۷ ۳ دیکھو خدا کو اکیلا سچا خدا کہکر نفی اقانیم کرنا اور یسوع مسیح کا جدا تشخص فرماتا ہے

چہارم ۱۔ اس آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے خدا کلام تھا نہ کہ کلام خدا تھا لوتھر اور وکلف کے نزدیک یہی صحیح ہے ڈاکٹر کیمل صاحب کے نزدیک ہنری ہشتم کے وقت میں یہی ترجمہ

مروجہ تھا اور علاوہ ازیں ڈاکٹر ایڈم کلارک مشہور مفسر کے نزدیک بھی یہی ترجمہ صحیح ہے۔

ب۔ ہمارے تراجم میں اصل یونانی کی رعایت نہیں ہو سکتی ان کے پڑھنے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو لفظ خاص خدا کے لئے آیا ہی کلمہ کے لئے آیا حالانکہ ایسا بالکل نہیں۔

ہمارا صحیح ترجمہ جو فضلاء کے نزدیک بالکل درست ہے اس استعارہ کو صاف کر دیتا ہے خدا نور ہے نمبر ا یوحنا ۵/۱ خدا محبت ہے نمبر ا یوحنا ۸/۴ اور یہ کوئی نیا خیال نہیں عہد عتیق میں بھی ایسا ہی ہے براہ استعارہ حکمت کو شخص کر کے خطاب کیا گیا۔ "خدا نے جس وقت زمین کی نیو ڈالی اسوقت میں پروردہ کی مانند اسکے ساتھ تھی امثال ۸/۳۰ اور بھی دیکھو امثال ۱۹/۳ و ۲۲/۱۱ و ۵/۱۸ و عبرانی ۱/۲ پس جسطرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا نور ہے یا خدا محبت ہے اسی طرح یہ بھی کہہ سکتے ہیں خدا کلام ہے

پنجم۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اصل یونانی میں کیا خدا اور کلام کے لئے ایک ہی لفظ ہے پس معلوم ہو کہ ایسا ہرگز نہیں اور اس آیت یوحنا ۱/۱ میں کلام کو صرف θεος کہا ہے جو بقول ڈاکٹر فریڈرک شبلو سنر کے مجازاً خدا کے معنے دیتا ہے اور اسکے لئے جو باختیار و بحکم خدا زمین پر خدا کا نائب ہو۔ اس طرح ہی حاکموں اور قاضیوں کو خدا کہا ہے زبور ۸۲/۱ و ۹۷/۶ خروج ۲۲/۲۸ و ۲۱/۶ و نمبر اکرنتھی ۸/۵ دیکھو لغت عہد جدید مصنفہ ڈاکٹر صاحب موصوف

برخلاف اسکے τον θεον مع آرٹیکل کے مجرد خدا کے واسطے سوائے باپ کے کسی کے واسطے مستعمل نہیں ہوا۔ اور نہ ہونا چاہئے جس کی تائید میں ہم عالم اجل ڈاکٹر ویز صاحب جیسے نحوی کی گرامر کی دفعہ ۱۹ پیش کرتے ہیں وہ بتلاتا ہے کہ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ میں اگر رسول لوگس کو خدا کہنا چاہتا۔ تو آرٹیکل ہرگز متروک نہ کرتا مگر اسنے عمداً حرف تعریف کو متروک کر کے مجازاً لوگس کو خدا کہا اور یہ معمولی امر ہے۔

اس کے علاوہ چرچ آف انگلینڈ کا فاضل عالم جیمس بین بھی ہمیں یہی بتاتا ہے وہ لکھتا ہے " عہد جدید میں اسم خدا یعنے خاص خدا بطور نام کے خدا محض حرف تعریف کے ساتھ مطلقاً و مجرداً باپ کے اقنوم کے ساتھ ایک ہے وہ ہرگز دیگر ہر دو اقانیم کے واسطے استعمال نہیں ہوا نہ سبارک تثلیث کے لئے عموماً بلا تخصیص اقنومیت کے مستعمل ہوا۔ حالانکہ لفظ خداوند سے بڑی عمومیت سے اقنوم ثانی (بیٹا) مراد ہوا کرتی ہے۔ جب کبھی یہ لفظ بیٹے یا روح القدس کے لئے

آیا تو ہمیشہ بطور خبر کے یا ساتھ کسی توضیحی اور تشریحی اضافہ کے صفحہ ۶۴ Tait's of the Gospels

ڈاکٹر جیمیس ڈونلڈسن بھی اسی بیان کے مؤید ہیں وہ فرماتے ہیں "یوحنا یہ نہیں بتلاتا کہ کلمہ خدا کے

ساتھ ایک یا اسی ماہیت کا تھا جیسا کہ بغیر آرٹیکل کے لکھنے سے صاف واضح ہے اور یوحنا کا مطلب

صرف یہ ہے کہ کلام جس کا مظہر مسیح تھا منجانب خدا تھا نہ کہ مخالفین کے خیالات کے مطابق ارضی

Crit. Hist Vol. II. page 41

علاوہ ازیں تشنڈارف نے بتلادیا کہ متقدمین میں سے اوریجن اور یوسیبس بھی جن کی مادری زبان

یونانی تھی یہی بتاتے تھے اور تشنڈارف نے اوریجن کا قول بھی نقل کیا ہے جس سے صاف ثابت

ہے کہ وہ ہمارے مدعا کی تصدیق و تائید کرنے والے ہیں دیکھو تشنڈارف صاحب کا عہد جدید طبع

ہشتم ذیل آیت یوحنا ۱ ـ ۱ ـ غرض ہم نے اختصار کے ساتھ مسیحی فضلاء کے خیالات کو اپنی تائید

میں پیش کیا ہے۔

اس آیت کے معنوں پر ایک اور نظر

اب ہم ایک اور پہلو اختیار کرتے ہیں۔ اوّل۔ اگر بالفرض ابتدا

میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ کلام خدا تھا کے معنے

یہی تسلیم کرلئے جاویں کہ مسیح کلام تھا اور وہ خدا تھا تو پھر آیت

نمبر ۲ "یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا" جیسے ہر تیسرے اقنوم کی نفی ہو جاتی ہے کیونکہ یہی ابتدا

میں خدا کے ساتھ تھا۔ اگر اور بھی کوئی خدا کے ساتھ تھا تو پھر یہی خدا کے ساتھ تھا صحیح نہ ہوا۔ بلکہ

اور بھی خدا کے ساتھ تھے تو اس صورت میں تثلیث نہیں تثنیہ کو ماننا پڑیگا۔

ب۔ ہم نے اسکا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا آیت نمبر ۱۴۔ دیکھو یہاں یہ نہیں کہا

کہ ہم نے اسکا ایسا جلال دیکھا "جیسا خدا کا" اگر مصنف کا مدعا مسیح کی الوہیت کا اقرار ہوتا تو ہماری

طرح لکھتا۔

ج۔ "خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا آیت ۱۸

لیکن اگر مسیح خدا تھا تو مسیح کو دیکھنے والوں نے بالضرور خدا کو بہمہ وجوہ دیکھ لیا تھا مگر مسیح اللہ

نہیں اسلئے خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا درست اور بالکل ٹھیک ہے۔

د۔ جب یہ کہا گیا کلام خدا کے ساتھ تھا تو کیا کلام علیحدہ شخصی ہستی رکھتا تھا۔ تو پھر ایک خدا

اور ایک کلام دو شخص یا ہم قدیم سے ایک دوسرے کے ساتھ اور ایک دوسرے سے غیر جو خدا سے غیر نہ خدا کیسے ہو عین بھی اور غیر بھی بالکل مہمل معمّا ہے۔

۲۔ کلام خدا کے ساتھ تھا یعنے کلام صفت خدا کی ذات کے ساتھ تھا۔ ذات و صفات علیحدہ نہیں کہے۔

۳۔ کلام خدا تھا صفات الہی کا تصور ذات الہی سے الگ کیا پھر اگر اسکو خدا کہدیا تو کیا مضایقہ ظہور ذات ظہور صفات سے ہی ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ کلام خدا تھا یوحنا ا سے الوہیت مسیح ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی اور اب یہ امر تمام مسیحی فاضل جانتے ہیں کہ منکرین الوہیت مسیح کو اس آیت سے زیادہ مغلق اور بحث طلب آیت اور کوئی معلوم نہیں ہوتی اور نہ ہی الوہیت مسیح کے تسلیم کنندوں کے پاس اس آیت سے بڑھکر ان کے عقیدہ کی مؤید کوئی اور آیت مل سکتی ہے

ایک اعتراض کا جواب

ہم راہ چلتے ہوئے یہ بھی عرض کرینگے کہ اگر آپ کی اس دلیل کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ مطابق ڈاکٹر بلی[1] ان صاحب کی یونانی گرامر دفعہ نمبر ۱۱۹ کے اس آیت یوحنا ا میں بوجہ کلام کے مبتدا ہونیکی خبر پر آرٹیکل متروک کیا ہے تو بھی اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے مطلب یہی کہ کلام اور خدا ایک ہے امتیاز شخصیت محو ہو گیا

ایک شخص کے دو نام ہوئے کلام اور خدا

اور یہ تمام موحد مانتے ہیں کہ سب انبیاء خدا کا ظہور ہوتے ہیں کوئی کم کوئی زیادہ۔ مسیح بھی خدا کا ظہور تھا مگر خدا نہ تھا نہ تھا جیسا ہم ثابت کر چکے

---

[1] یاد رہے کہ بطور فرض کے ہمنے ڈاکٹر بلی ان کی دلیل کو تسلیم کیا ہے۔ ورنہ جس صورت میں بڑے بڑے فاضل تثلیث کے معتقد مثل جاوٹ۔ کینیڈی لخمان اور مسر گریو معترین ہیئرٹ کے سب ہمارے ساتھ ہیں پھر ہم کیوں اس دلیل کو قطعی غلط نہ کہیں کیونکہ علاوہ اوپر کے خط بلا کے ڈاکٹر دبینر صاحب یونانی نحوی بھی بتلاتا ہے اور پھر کئی اہل تثلیث بھی ہوئے ہیں جو ترجمہ نا اور لوگس اسکی خبر بنا کر بھی ترجمہ یہ کیا ہے کہ خدا کلام تھا۔ سیں خوب یاد رکھنا۔

از روئے منطق تثلیث پر بحث

یہ لکھتے ہوئے ہمارا ذہن ایک اور طرف منتقل ہو گیا اور ہمیں پادری جوالا سنگھ صاحب یاد آ گئے جو ایسی ابحاث میں قطعاً علمی بحث کو روا نہیں رکھتے اور بحث منقول کو قبول نہیں کرتے بلکہ فلسفہ منطق کے الفاظ کا اعادہ کیا کرتے ہیں اسلئے کچھ اس پہلو پر بھی تثلیث کے واسطے عرض کیا جاتا ہے۔ اور جب تثلیث کے خلاف دلائل مہیا کی گئیں۔ خود الوہیت مسیح کے بخلاف ہوئیں۔

ا۔ ایک کا پورا ثلث نہیں نکل سکتا اور تین ایک کا پورا ثلث ہے بہ ہیں تفاوت

ب۔ تین حقیقی تین احاد کے مجموعہ سے عبارت ہے اور ایک حقیقی کسی احاد کا مجموعہ نہیں

ج۔ ایک جزو تین کا ہے پس اگر ایک حقیقۃً عین تین کا ہو تو جزو کل ہو جائے گا۔ اور اگر تین ایک کا عین ہو تو کل جزو بنجائیگا

د۔ لازم آتا ہے کہ خدا اجزاء غیر متناہی بالفعل سے مرکب ہو کیونکہ جب جزو کی حقیقت عین ہی کل کی حقیقت ٹھہری اور کل مرکب تھا تو چاہئے کہ جزو بھی مرکب ہو۔ ایسے جزو سے کہ وہ اس کا عین ہو اور پھر وہ بھی مرکب ہو اور اسی طرح آخر تک اور مرکب ہونا کسی چیز کا اجزاء غیر متناہی بالفعل سے باطل ہے۔

س۔ جب ایک ثلث تین کا ہے اگر تین عین ایک کا ہو تو لازم آتا ہے کہ ایک اپنے ہی نفس کا ثلث ہو اور یہ قطعاً محال ہے۔

ص۔ اہل تثلیث فرماویں کہ اقنوم ثانی اور اقنوم ثالث اقنوم اول کی طرح موجود ہیں۔ یا کہ نہیں اگر جواب اسکا منفی ہیں دیویں تو تثلیث نہ رہی اور وہ اس طرح کہ پہلا مسئلہ ہر چیز کے کمال کا موجودیت ہے اور وہ ہر دو اقانیم کی اقنوم اول کے ساتھ ثابت نہ ہوئی پھر دوسرے صفات کمالیہ کہاں۔ اور اگر جواب مثبت میں فرماویں تو دو حال سے خالی نہیں۔ کہ ان اقانیم میں اسی درجہ موجودیت اول میں اتحاد ذاتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر تثلیث میں توحید کی پرستش، "تین خدا ماننا کلیسیا کے خلاف" غلط اور اگر اتحاد ذاتی ہے تو یہ اجتماع نقیضین ہے کہ ایک ہی چیز اپنی شخصیت کی راہ سے ایک بھی ہو۔ اور متعدد بھی ہو۔ یہ بدیہی البطلان ہے۔

مذکورہ بالا دلائل عقلی سے معلوم ہوا کہ خدا کی ذات میں "ثلاثہ اقانیم" نہیں تسلیم کئے جا سکتے

اور یہ الوہیت مسیح کے خلاف ہے اب اسکے علاوہ چند سطور اور عرض کر کے اس حصہ کو ختم کیا جاتا ہی

مسیحی صاحبان غور فرماویں کہ مسیح خدا نہیں پر نبی اور انسان ہی "خدا ایک ہے اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمی بھی درمیانی ہے وہ یسوع مسیح ہی" نمبر ۱ تمطاوس ۲ پ ۵ ثابت ہوا کہ مسیح خدا نہیں

دوم "کوئی خدا نہیں مگر ایک" نمبر ۱ کرنتھی ۸ پ ۴ "وہ ایک خدا ہے جو باپ ہے" یوحنا ۱۷ پ ۳ و نمبر ۱ کرنتھی ۸ پ ۶ مگر مسیح باپ نہیں (کلیسیا کا قول اور مسلمہ عقیدہ) ثابت ہوا کہ مسیح خدا نہیں

سوم - تب یسوع روح کے وسیلے بیابان میں لایا گیا کہ شیطان سے آزمایا جاوے متی ۴ پ ۱ "وہ ہمارا سردار کاہن مسیح ساری باتوں میں ہماری مانند آزمایا گیا - پر اسنے گناہ نہ کیا" عبرانی ۴ پ ۱۵ "وہ خدا برائی سے آزمایا نہیں جاتا" یعقوب ۱ پ ۱۳ خدا آزمایا نہیں جاتا مسیح آزمایا گیا - مسیح خدا نہیں پر انسان اور اسکا پیارا نبی

پادری صاحب کے تیسرے اعتراض کا جواب

الوہیت مسیح پر مختصراً جو کچھ لکھا گیا اسکے پڑھنے کے بعد اب ناظرین پادری صاحب کی اس بات پر غور کریں کہ طالب علم سے پوچھا خدا کیا ہے ؟ اسنے جواب دیا اللہ نور السمٰوات و الارض خدا ایک نور ہے پادری صاحب کا اعتراض پڑھئے الخ پادری صاحب نے اعتراض کیا کہ خدا نور نہیں اور طالب علم کو روشنی اور لکڑی کا جلنا بتا کر بتلایا کہ نور مخلوق ہی اور نور کے معنے روشنی کے مراد لئے اچھا صاحب درست لیکن پادری صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہی کہ عہد جدید بھی یہی کہتا ہے کہ خدا نور ہے چنانچہ نمبر ۱ یوحنا ۱ پ ۵ میں پراٹسٹنٹ فرقہ کا بہت پیارا رسول یوحنا لکھتا ہے "وہ اس سے سنکر (یعنی مسیح سے) جو پیغام ہم تمہیں دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا نور ہے اور اسمیں ذرا بھی تاریکی نہیں

پس محترم پادری صاحب آپ خود ہی خیال فرمالیں کہ طالب علم نے بالکل صحیح کہا کہ اللہ نور السمٰوات والارض پھر پادری صاحب سا عالم جانتا ہے کہ یوحنا رسول کہتا ہے "خدا محبت ہے" نمبر ۱ یوحنا ۴ پ ۸ پس پادری صاحب خیال فرمالیں کہ ایسے استعارات پر جرح کرکے بجز تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا - لیکن ہم پادری صاحب سے یہ ضرور عرض کرینگے کہ پادری صاحب جو اعتراض آپنے نور پر کئے وہی روح پر ہو سکتے ہیں کیونکہ ہم باادب دریافت کرتے ہیں کونسی روح خدا ہے زید میں بھی روح ہے بکر میں بھی خالد میں بھی پھر کیا یہ بھی خدا ہوئی حالانکہ یہ تو مخلوق ہیں اور ان کے روح حادث اگرچہ خدا نے روح پر سے فنا کا حکم ہٹا دیا

مگر ایک معنی میں فانی ہاں کی روح کبھی خوش اور کبھی غمگین ہوتی ہے اگر آپ اس کا یہ جواب دیویں کہ یہ روح اور ہے اور وہ روح جو خدا ہے اور ہے تو پھر یہی غرض ہماری طرف سے سمجھ لیجئے گا وہ نور جو خدا ہے اور ہے یہ نور اور ہے فقط (راقم ایک آشنا خال)

مکالمہ شیعہ و احمدی

(نمبر ۴)

شیعہ۔ اس امر کا ثبوت کیا ہے کہ شیخین نے رسول صلعم کا جنازہ پڑھا ہے وہ تو سقیفہ میں خلافت کی پیش بندی میں مصروف تھے۔

احمدی۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے کہ دوسرے تمام صحابہ نے جنازہ پڑھا اور صرف شیخین نے ہی نہیں پڑھا خلافت کا سوال یاد ہے کہ سب سے پہلے انصار نے اٹھایا۔ جبکہ انہوں نے سعد بن عبادہ کو اپنا خلیفہ بنانا چاہا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ انصار بھی جنازہ سے غیر حاضر تھے پھر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرین نے بھی نہیں پڑھا کیونکہ سقیفہ میں مہاجرین بھی ابوبکر کی حمایت میں حاضر تھے اسکے ثبوت میں وہ مشہور روایت کافی ہے جسمیں آیا ہے کہ مہاجرین و انصار کے احتجاجات کے متعلق جناب علی علیہ السلام نے دریافت کیا تو کہا گیا کہ انصار کہتے تھے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے منا امیر و منکم امیر اور مہاجرین نے ان کے جواب میں اس حدیث سے استدلال کیا کہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے کہ خلفاء اور امام قریش سے ہونے چاہئے الائمة من القریش

شیعوں کو لازم ہے کہ جنازہ رسول صلعم کے پڑھنے والوں کی کوئی فہرست دکھائیں جسمیں اور تو سب صحابہ کے نام مندرج ہوں لیکن شیخین کا نام اسمیں سے نہ ملے پھر ہم جانیں کہ وہ اس اعتراض میں حق بجانب ہیں۔ ذیل میں دو تین روایات معروض ہیں جن سے انشاء اللہ خود بخود یہ شبہ زائل ہو جائے گا۔

(۱) وفی الکافی عن الصادق لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلت علیہ الملئکة والمہاجرون والانصار فوجاً فوجاً۔ دیکھو تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۱۴ یعنے کافی

میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم فوت ہوئے تو آپ پر ملائکہ اور مہاجرین اور انصار نے ٹولیوں ٹولیوں میں ہو کر نماز پڑھی۔

(۲) باقر مجلسی فرماتے ہیں وکلینی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسالت رحلت فرمود نماز کردند براو جمیع ملائکہ و مہاجران و انصار فوج در فوج حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۶۰

(۳) کسی یہودی نے جناب علی علیہ السلام پر اعتراض کیا کہ واہ صاحب اپنے نبی کے دفن کرتے ہی تم نے اسکے بارے میں اختلاف مچا دیا تو جناب نے فرمایا انما اختلفنا عنہ لا فیہ ولکنکم ماجفت ارجلکم من البحر حتی قلتم لنبیکم اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲۰ باب المختار من حکم امیر المومنین یعنے ہمنے جو اختلاف کیا تھا تو وہ خدانخواستہ رسول صلعم کے نفس نبوت میں نہیں تہا۔ بلکہ جو کچھ آپ سے منقول تہا اسمیں ہم لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا لیکن تم کس منہ سے ہم پر اعتراض کرتے ہو کہ اپنے پیغمبر کے معجزہ سے سمندر سے نجات پائی اور ابھی پانی سے تمہارے پاؤں بھی خشک نہ ہونے پائے تھے کہ لگے اپنے پیغمبر سے کہنے کہ جیسے ان بت پرستوں نے اپنے ٹھاکر بنائے ہوئے ہیں ہمارے لئے بھی ایک بنا دیجئے غور کا مقام ہے اصول کافی جیسی شیعہ کی چوٹی کی اور معتبر حدیث کی کتاب ہے اور امام صادق جیسے امام صادق البیان فرماتے ہیں کہ مہاجرین و انصار نے جنازہ پڑھا ہے پھر اس روایت کی مفسر صافی جیسے معتبر مفسر اور باقر مجلسی جیسے خاتم المحدثین شیعہ نے تصدیق فرمائی ہے بلکہ باقر مجلسی فرماتے ہیں کہ تمام مہاجرین و انصار نے نماز پڑھی ہے روایت مندرجہ نمبر ۳ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت کے یہودیوں کو بھی یہ معلوم تہا کہ اختلاف جو صحابہ میں پیدا ہوا ہے تو بعد دفن کرنے رسول صلعم کے ہوا ہے نہ کہ قبل دفن لیکن آج شیعہ صاحبان کس دلیری کے ساتھ خود مہاجرین و انصار کے پسندیدہ و چیدہ و برگزیدہ خلفاء یعنی شیخین رض کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ غیر حاضر تھے سخت تعجب بلکہ افسوس کا مقام ہے۔

میں پھر آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ جب انصار و مہاجرین خاص جنازہ کے وقت سقیفہ میں خلافت کے نظم و نسق میں مصروف تھے اور جناب علی علیہ السلام نے ہی یا ان کے ساتھ بعض

بنی ہاشم نے بھی نماز پڑھی تھی تو پھر ان مذکورہ بالا روایات میں جو وارد ہے کہ نماز سب انصار و مہاجرین نے پڑھی تھی جس کے معنے دار د۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ یا تو سقیفہ کا واقعہ بعد دفن رسول صلعم پیش آیا جیسے کہ نہج البلاغۃ کی روایات سے بھی ظاہر ہے یا قبل از دفن مگر بعد کو سب صحابہ نے نماز پڑھی اور ضرور پڑھی ورنہ کافی ایسی معتبر کتاب حدیث اور امام صادق و امام باقر علیہما السلام کی تکذیب لازم ہو جائے گی وہو محال رہا یہ امر کہ خاص شیخین کے نماز پڑھنے کا ثبوت کیا ہے بجواب گذارش ہے کہ بقول شیعہ کے شیخین کو جو امر مانع نماز ہوا وہ یہی امر خلافت تھا۔ جس کی بنا بارادہ الہی سقیفہ بنی ساعدہ میں ڈالی گئی اور خلافت کا استقرار جو ہوا۔ تو مہاجرین و انصار کے حضور میں ہی ہوا تو جب تمام مہاجرین و انصار نماز جنازہ میں حاضر ہو گئے تھے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ابو بکر و عمر باوجود خلیفہ رسول صلعم مقرر ہو جانے کے نماز سے غیر حاضر رہ گئے ہوں بلکہ ایسے موقعہ پر تو ان کو تالیف قلوب کی غرض سے بھی سب سے مقدم حاضر ہونا چاہئے تھا کیونکہ ابتدائے خلافت میں ہی ایک ایسے ضروری فریضہ سے غیر حاضر رہنا ان کے مقاصد و مفاد کے بھی منافی تھا فتدبر

پھر ایک اور روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو بکر دفن کے وقت حاضر تھے امام صادق ؑ سے مروی ہے کہ عباس ؓ جناب علی علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا کہ لوگوں نے اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو بقیع میں دفن کریں اور یہ کہ ابو بکر امام بنائے جائیں اور جنازہ وہ پڑھائیں اس پر جناب علی علیہ السلام گھر سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ رسول صلعم ہی زندگی میں اور بعد وفات کے ہمارے امام و پیشوا ہیں اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میں وہیں دفن کیا جاؤں جہاں کہ میری روح قبض کی جائے اور چونکہ انہوں نے خلافت غصب کر کے اپنا مطلب تو نکال ہی لیا تھا اس بارہ میں آنجناب سے متعرض نہ ہوئے اور کہا کہ اچھا جس طرح آپ کی مرضی ہو ویسے کیجئے پس آپ کھڑے ہو گئے اور آنحضرت صلعم پر آپ نماز پڑھی اور پھر صحابہ کو فرمایا کہ دہ دہ نفر ملکر داخل ہوں اور وہ آنحضرت صلعم کے جنازہ کے ارد گرد کھڑے ہو جاتے اور جناب علی علیہ السلام ان کے درمیان کھڑے ہوئے اس آیت کو تلاوت فرماتے جاتے تھے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الخ پھر وہ بھی اسی آیت کو پڑھتے اور صلوات بھیجتے اور باہر نکل جاتے یہانتک کہ اہل مدینہ اور اطراف مدینہ

کے رہنے والے سب در و دیجھتے گئے ۔ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۶۶۴

اصل روایت فارسی میں ہے بخوف طوالت وملالت طبع ناظرین ترجمہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ جب شیخین سقیفہ میں مصروف کار تھے تو جناب علی علیہ السلام اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ ہاں اگر اس سے حضرت عائشہ کا حجرہ مراد لیا جائے جہاں آنحضرت صلعم کا جسد مطہر رکھا تھا تو خیر جانے دیجئے لیکن یہ تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ شیخین اور جناب علی علیہ السلام نے ملکر ہی نماز جنازہ پڑھی تھی نہ کہ شیخین نے پہلے۔ علاوہ ازیں مورخین اسلام نے اس بارہ میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے۔

(۱) کامل ابن اثیر میں ہے۔ فلما بویع ابو بکر اقبل الناس علی جہاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودفن یوم الثلاثاء وقیل بقی ثلاثۃ ایام لم یدفن والاول صحیح

× × × واختلفوا فی موضع دفنہ فقال ابو بکر سمعت رسول اللہ یقول ما قبض نبی الا دفن حیث قبض فرفع فراشہ ودفن موضعہ ودخل الناس یصلون علیہ ارسالا الرجال ثم النساء ثم الصبیان ثم العبید ودفن لیلۃ الاربعاء۔ جلد ۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۳ھ صفحہ ۱۶۰۔

یعنے جب ابو بکر رضہ کی بیعت ہوئی تو لوگ رسول صلعم کے دفن کی طرف متوجہ ہوئے اور سہ شنبہ کو دفن سے فارغ ہو گئے۔ اور کہا گیا ہے کہ تین روز آنحضرت صلعم بغیر دفن پڑے رہے لیکن پہلا قول ہی صحیح ہے اور پھر آپ کے دفن کی جگہ پر اختلاف ہوا تو ابو بکر رضہ نے کہا کہ میں نے رسول صلعم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو نبی جہاں فوت ہو وہیں دفن کئے گئے پس آپ کے بستر کو اٹھایا گیا اور وہیں دفن کئے گئے اور لوگ اس حجرہ میں داخل ہوتے اور نماز پڑھتے پہلے مردوں نے پڑھی پھر عورتوں نے پھر لڑکوں نے پھر غلاموں نے اور چہار شنبہ کی رات کو مدفون ہوئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ انبیاء کو اپنے مقام وفات پر ہی دفن کیا جاتا ہے کہ کتب حدیث میں بھی یہ قول ابو بکر صدیق رضہ کی طرف منسوب ہے۔ ادفنوہ فی موضع فراشہ بروایت ترمذی دیکھو مشکوٰۃ شریف مترجم ربع ۴ مطبوعہ غزنوی امرتسر صفحہ ۳۴۴۔ الغرض ان سب مندرجہ بالا کتب فریقین پر بنظر غور کرنے سے آپ خود ہی از روئے انصاف فرمائیں کہ شیخین کے جنازہ رسول صلعم کے شرف

سے محروم رہنے والا اعتراض کہاں تک درست ہے ؟

شیعہ - آیت تطہیر کے مصداق آل عبا ہیں یعنی جناب علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام یا ازواج النبی اور اہلبیت کا اطلاق ازواج پر کسطرح تسلیم ہو سکتا ہے۔

احمدی - ایمان کی بات تو یہ ہے کہ آیت تطہیر کے مصداق آل عبا بھی ہیں اور ازواج مطہرات بھی اور اسی طرح لفظ اہلبیت کا اطلاق بھی دونوں پر درست ہے۔

سب سے پہلے تو قرآن میں غور کرنا چاہئے کہ آیت تطہیر سے پہلے اور پیچھے نساء النبی یعنے ازواج مطہرات کا ذکر ہے یا نہ ہے اگر ہے اور واقعی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس آیت اور لفظ اہلبیت کے مصداق صحیح بھی ازواج مطہرات ہیں اور خود قرآن میں بھی اس لفظ کا اطلاق ایک زوجہ نبی پر موجود ہے دیکھو حضرت سارہ کو ملائکہ فرماتے ہیں جب انہوں نے اپنے بانجھ اور اپنے خاوند ابراہیم ع کے بہت بوڑھے ہوجانے کی وجہ سے اولاد کی بشارت پر تعجب کیا قالوا اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید ؁۱۲ اسی طرح حدیث سے بھی اس لفظ کا اطلاق ثابت ہے چنانچہ تفاسیر معتبرہ شیعہ میں ماریہ قبطیہ کا ان کے خادم جریح قبطی سے متہم ہونے اور آخر میں بری الذمہ ثابت ہونے کا جہاں لکھا ہے اسکے آخر میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے الحمد للہ الذی صرف عنا السوء اھل البیت۔ دیکھو تفسیر صافی زیر آیت ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم۔ یعنے خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیت سے اس برائی کو دور فرما دیا۔

علاوہ ازیں میں ایک ایسی دلیل عرض کرتا ہوں۔ جس سے ازواج مطہرات کا مصداق آیت تطہیر ہونا بکمال وضاحت ثابت ہو جائے ذرا گوش ہوش سے سنئے گا آیت تطہیر میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہم ہر ایک قسم کی پلیدی سے اہلبیت النبی کو پاک و منزہ کرینگے۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا قرآن سے ہی دونوں فریقوں یعنے آل عبا اور ازواج النبی صلعم میں سے کسی کی تطہیر بھی ثابت ہوئی ہے یا یہ نرا وعدہ یا اظہار ارادہ ہی ہے اور بس

سو جہاں تک میں نے غور کیا قرآن مجید سے آل عبا کی تطہیر عملی طور پر ثابت نہیں اس سے کوئی بدگمان یہ نتیجہ نکالے کہ میں نعوذ باللہ ان کو غیر مطہر مانتا ہوں۔ لیکن ازواج مطہرات کی تطہیر

کا عملی ثبوت قرآن سے ثابت ہے اور بڑے تندر کے ساتھ ثابت ہے جیسے کہ سورہ نور کی آیات میں مذکور ہے کہ ایک معصوم اور واجب التکریم وجود کی عصمت پر بعض اہل اسلام نے بدگمانی کی اور کتب احادیث و تفاسیر فریقین میں اسکی تشریح کی گئی ہے کہ غزوہ بنی المصطلق کے موقعہ پر حضرت عائشہ قضائے حاجت کو صحرا میں تشریف لے گئیں اور آپکا ہار گم ہو گیا اسکی تلاش میں لگ گئیں پیچھے سے لشکر اسلام کا کوچ ہو گیا اور ہودج برداروں نے خیال کیا کہ وہ اسکے اندر ہی ہیں جب صدیقہ لوٹ کر آئیں تو کوئی موجود نہ تھا پیچھے اسکے صفوان بن معطل آگئے جو لشکر کے عقب میں رہتے تھے جب اس مقام پر پہنچے اور یہ حال پر ملال دیکھا تو اپنا اونٹ بٹھا دیا اور صدیقہ کو سوار کر لیا حتیٰ کہ لشکر اسلام سے ملحق ہو گئے دیکھو تفسیر صافی زیر آیت ان الذین جاؤا بالافک عصبۃ منکم اور حیات القلوب جلد ۲ میں بھی غزوہ بنی المصطلق کے ضمن میں یہ قصہ مذکور ہے حضرت صدیقہ کو صفوان کے ساتھ دیکھ کر منافقین بلکہ بعض صحابہ نے بھی بدگمانی کی اور ان کو متہم کیا لیکن خدا تعالےٰ نے مسلسل و متعدد آیات میں بڑے زور سے اپنے محبوب کی محبوبہ مرغوبہ کی پاکدامنی اور بریت کی شہادت دی اور ان بدگمانوں کی سخت سرزنش فرمائی۔ بلکہ خاص بہتان باندھنے والوں کو شرعی سزا بھی دیگئی۔ شیعوں کی مشہور تفسیر منہج الصادقین میں اس واقعہ کو خوب مفصل لکھا گیا ہے جس کے مولف میر فتح اللہ شیرازی ہیں۔ ان کی تقریر کے بعض جملے یہاں لکھ دیتا ہوں شاید کسی سعید روح کی ہدایت کا موجب ہو جائے

”بدانکہ آیات مذکورہ اغلظ آیات قرآنی است در ایعاد عصات و رباب افک و تہدید ایشان اذا اولو اگر کسے کہ جمیع کلمات قرآنی را تقلیب کند و آنچہ او سبحانہ باں تہدید اہل عصیاں نمودہ از آیات مواعید تفتیش نماید ہیچ آیتے بتغلیظ آیات مذکورہ نخواہد یافت کہ در باب افک وارد شدہ چہ ایں آیات مشحون اند بوعید شدید و عقاب بلیغ × × و مع ذلک قذف را ملعون دنیا و آخرت گردانید × × × والسنہ و ایدی و ارجل ایشاں را در آخرت بر ایشاں گواہ گردانیدہ بآنچہ از ایشاں صادر شدہ از افک و بہتان × × × و مثل ایں را در وعید مشرکاں و کافراں و عبدۂ اوثان ذکر نہ کردہ بلکہ وعید ایشاں مادون ایں است در فظاعۃ و ایں بجہت مبالغہ

و تعظیم امر افک است و تنزیہ عائشہ ازاں بروجہ ابلغ چہ غرض از فرط مبالغہ درین باب اظہار علو منزلت حضرت رسالت × × و ہر کہ خواہد کہ متحقق شود بر او عظم شان حضرت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ × × نسبت بانبیائے سابق باید در آیات افک تامل کند کہ او سبحانہٗ بچہ وجہ غضب فرمودہ بر اہل افک بحرم محترم آنحضرتؐ × × و بجہۃ این است کہ ابن عباس را بروز عرفہ ازاین آیات سوال کردند فرمود کہ من اذنب ذنب ثم تاب عنہ قبلت توبۃ الامن خاض فی امر عائشہ یعنی ہرگاہ کسے گناہے کند و ازاں توبہ نماید توبہ او مقبول است مگر آں کسے کہ در امر عائشہ خوض کردہ و بر او افک کردہ و با آنکہ حق تعالیٰ تنزیہ سہ کس نمودہ بہ سہ چیز یوسف را تنزیہ فرمود بلسان شاہد کہ وشہد شاہد من اھلہا و تنزیہ مریم کردہ بانطاق ولد او کہ در دامن او گفت انی عبد اللہ و تنزیہ عائشہ کردہ باین آیات عظام بجہت تعظیم سید انام علیہ الصلوٰۃ و السلام" دیکھو تفسیر منہاج الصادقین زیر آیات افک سورہ نور جلد ۲ صفحہ ۳۸۷ مطبوعہ ایران ۱۲۹۶ھ

مطلب اردو زبان میں اس تقریر ہدایت تحریر کا یہ ہے کہ عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے والوں کی تنبیہ و سرزنش میں یہ اوپر کی آیات اظہار عتاب الٰہی میں سخت ترین ہیں اور ان کی نظیر تمام قرآن میں نہیں مل سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں نہایت سخت وعید اور عذاب کی دھمکی ہے اور تہمت باندھنے والوں کو دنیا اور آخرت میں ملعون ٹھہرایا ہے اور ان کی زبانوں ہاتھوں اور پاؤں کو آخرت میں ان کے خلاف گواہی دینے والے بنایا ہے بباعث اس افک و بہتان کے جو ان سے سرزد ہوا ایسا وعید تو مشرکوں کافروں اور بت پرستوں کے حق میں بھی نہیں آیا۔ بلکہ ان کا اس سے کمتر ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ افک کوئی معمولی چیز نہیں، بلکہ بڑی خطرناک ہے اور اس واسطے ہے کہ عائشہ کی پاکدامنی پورے طور پر ظاہر ہو جائے کیونکہ اس مبالغہ میں مقصود یہ ہے کہ حضرت رسالتمآب کی رفعت شان جیسی کہ درحقیقت ہے ظاہر ہو اور جو کوئی چاہے کہ بمقابلہ انبیائے سابق حضرت خاتم النبیین صلعم کی عظمت کا اندازہ لگائے تو چاہیئے کہ آیات افک میں غور کرے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے حرم محترم پر افک باندھنے والوں کے حق میں کس حد تک غضب کا اظہار کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب لوگوں نے عرفہ کے دن حضرت ابن عباس سے ان آیات کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب کوئی شخص گناہ

کرے اور پھر اس سے توبہ کرے تو اسکی توبہ مقبول لیکن جس نے عائشہ کے معاملہ میں عیب جوئی کی راہ سے اس پر افک کیا اسکی توبہ قبول نہیں اور جان لو کہ خدا تعالےٰ نے تین آدمیوں کی پاکدامنی تین چیزوں سے ظاہر فرمائی ہے اول یوسف ؑ کی تو اس شاہد کی زبانی جس کے بارہ میں وارد ہے کہ زلیخا کے رشتہ داروں میں سے ایک نے ثالثی کردی اور مریم کی بریت اسکے بچہ کے بلانے سے جس نے کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور عائشہ کی تطہیر ان عظیم الشان آیات سے فرمادی بلحاظ تعظیم سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمائیے ایسی شاندار اور عملی تطہیر حضرات آل عبا میں سے کسی کے حق میں بھی آپکے علمار قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں پس یہ بینظیر تطہیر جو افک کے موقعہ پر خدا نے حضرت صدیقہ کی فرمائی ثابت کرتی ہے کہ آیت تطہیر کی مصداق اول بوجہ احسن ازواج مطہرات ہیں۔ اور اس طرح اہلبیت النبی کے خطاب مستطاب کی پہلی مستحق بھی وہی ہیں کیونکہ وہ ویسے بھی امہات المومنین ہیں اور جناب علی اور سیدہ اور حسنین علیہم السلام بمنزلہ انکی اولاد کے ہیں (قسط باقی دارد انشاء اللہ)

نبوت مسیح موعود کے متعلق

چند اعتراضوں کا جواب

اپریل ۱۹ء کے تشحیذ میں اپنے ایک مہربان اور معزز دوست کے چند سوالات کے جواب میں خاکسار نے ایک مضمون لکھا تھا جس پر بمبئی سے ایک صاحب نے جنکا نام نامی مولوی ابو الخلیل ہے چند اعتراضات لکھے ہیں جنکا جواب بعد سوالات ذیل میں درج کیا جاتا ہے تا ناظرین کو جواب کے سمجھنے میں سہولت ہو۔

امتوں کے اعمال ان کے نبی کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں

اسکی تفصیل یہ ہے کہ بعد وفات انبیاء علیہم السلام پر انکی امتوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں جس سے اس ارحم الراحمین کا منشا یہ ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو مجسم ہمدردی ہوتے ہیں۔ اپنی امتوں کی لغزشوں سے اطلاع پاکر حق تعالےٰ سے ان کے لئے دعا کریں اور وہ ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخش کر ان کی عزت افزائی کرے اور ان کی امتوں کو راہ ہدایت پر قائم کرے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو۔ ملائکہ کے ذریعہ مجھے پہنچایا جاتا ہے اسکے

عوض میں ہیں تمہارے لئے سلامت رہ[illegible] دعا کرونگا (مشکوٰۃ) اور فرمایا کہ جو قوم اپنے نبی پر درود نہیں بھیجتی ان کا یہ طریق عمل اسپر وبال ہو جاتا ہے الغرض انبیاء علیہم السلام کے احسانات اسقدر ہوتے ہیں کہ اسنے انکا احسان کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتا مگر پھر بھی وہ ایسے غیور ہوتے ہیں کہ کسی کا تھوڑا سا احسان بھی اپنے ذمہ نہیں رہنے دیتے میرے اس حصہ مضمون پر معترض صاحب مندرجہ ذیل اعتراض کرتے ہیں۔

اعتراض مگر غرض یہ ہی کہ ہم (احمدیان) غلامان مسیح موعود کے اعمال کس نبی کے حضور پیش ہوتے ہیں اگر تسلیم کیا جائے کہ جناب محمد صاحب کے حضور تو نبوت مسیح موعود کا بطلان ہی جو کہ مزعومہ جماعت قادیان ہی اگر کہا جاوے کہ مسیح موعود کے حضور تو نبوت محمدیہ کا زوال ہے اور یہ سراسر گمراہی و ضلال ہی

جواب معترض صاحب کا یہ خیال کہ ایک نبی کی امت کے حالات اگر دوسرے نبی کے آگے پیش کئے جائیں اور اسکو مطلع کیا جائے تو اس سے انکی نبوت کا بطلان لازم آتا ہے درست نہیں کیونکہ ایک باپ کے چند بیٹے جو آپسمیں محبت اور الفت رکھتے ہوں اور ہر ایک اپنے بھائی کے لئے دل میں درد رکھتا ہو۔ اور دوسرے کے نفع کو اپنا نفع اور دوسرے کے نقصان کو اپنا نقصان سمجھتے ہوں اگر ان کا باپ ایک کے نفع اور ضرر سے دوسرے کو مطلع کرے تو کیا اس سے بڑے یا چھوٹے بھائی کی شان میں کچھ کمی لازم آجاتی ہے نہیں۔ اگر ایک کو نفع پہنچا ہے تو سب خوش ہوں گے اور اگر ایک کا نقصان ہوا ہے تو اس خبر سے سبکو رنج ہوگا اور طبعی ہمدردی ان کو مجبور کرے گی کہ وہ اپنے نقصان رسیدہ بھائی کی جس طرح ہو سکے امداد کریں۔

پس انبیاء علیہم السلام کے تعلقات بھی مخلصانہ اور برادرانہ ہوتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں الانبیاء اخوۃ من علات کہ ہم سب انبیاء علاتی بھائی ہیں اور روحانی رشتہ جو ہوتا ہے جسمانی رشتہ پر خاص فوقیت رکھتا ہے چنانچہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰبائکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولہم منکم فاولٰئک ھم الظالمون کہ اگر تمہارے والدین اور بھائی روحانی رشتہ تمہارے ساتھ قائم نہ کریں تو جسمانی رشتہ کی کوئی پرواہ مت کرو ان سے اپنے تعلقات قطع کر لو جو

جو مومن ہو کر ایسا نہیں کریگا وہ ظالم ہو کہ جو حقوق کہ روحانی باپ کیلئے یعنی نبی کے ہیں وہ جسمانی رشتہ کے باپ کو دیتا ہے جیسا کہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم سے ظاہر ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ کہ کوئی مومن نہیں ہو سکتا ہو جبتک کہ وہ مجھے اپنے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ عزیز نہ سمجھے۔ اور جو حقوق روحانی رشتے کے بھائی کے ہیں وہ جسمانی رشتے کے بھائی کو دیتا ہے حالانکہ ایمان کے بعد تو انما المومنون اخوۃ مومن مومن کا بھائی ہے کسی اور سے کیا واسطہ اسواسطے ان کی تعریف خدا تعالےٰ نے یوں فرمائی ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم کہ کفار میں سے اگر بڑے سے بڑا بھی کوئی ان کے مقابل آجائے تو ایسے ڈٹ کر کھڑے ہوتے ہیں کہ کیا مجال کہ اسکو پیٹھ دکھائیں لیکن رحماء بینہم آپسمیں کوئی تنازع ہو جائے تو پھر ان کو پیٹھ دکھانے میں کوئی عار نہیں ہوتی بڑے نرم اور بڑے حلیم ہوتے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ روحانی رشتہ میں محبت اور ہمدردی کی زیادہ ضرورت ہی انبیاء کی اخوت بھی روحانی اخوت ہے اسلئے ان کو آپسمیں جسمانی رشتہ سے بڑھکر محبت والفت اور ایک دوسرے کی ہمدردی ہوتی ہی چنانچہ آنحضرت صلعم پر معراج کی رات جب پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ تو حضرت موسےٰ نے جو صاحب تجربہ تھے کمال ہمدردی سے آنحضرت سے بار بار اس بوجھ اور امانت کو ہلکا کرانے کی درخواست کرائی تا ایسا نہ ہو کہ آپکی امت مشقت میں پڑ کر اس امانت کے ادا کرنے میں سستی دکھائے اور بجائے انعام حاصل کرنے کے عذاب الٰہی کی مستحق بنے وہ حدیث یہ ہے فرجعت فمررت علی موسیٰ فقال بما امرت قلت امرت بخمسین صلوٰۃ کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین صلوٰۃ کل یوم وانی واللہ قد جربت الناس قبلک . . . . فارجع الی ربک فسئلہ التخفیف لامتک الحدیث۔ پس ایسی حالت میں اگر خدا تعالےٰ کسی نبی کی حالت سے اسکے باقی بھائیوں کو بھی اطلاع دے تو اس سے انھیں سے کسی کی بھی نبوت باطل اور کسر شان نہیں ہوتی بلکہ یہ اطلاع ان کی محبت اور ہمدردی میں ایک زبردست حرکت اور جوش پیدا کرتی ہی اسوقت وہ اپنے بھائی کی اور تو کوئی امداد نہیں کر سکتے وہ جس طرح اپنی امت کے لئے دعا کرتے ہیں اپنے بھائی کی امت کے لئے بھی دعا سے امداد کرتے ہیں ؎

ہر آں کاریکہ گردد از دعائے محو جانانے ❊ نہ شمشیرے کند آں کارے نے یادے نیارانے

پھر آنحضرت نے معراج کی رات ہی دیکھا کہ حضرت آدم کی تمام اولاد دو حصوں میں دائیں اور بائیں کی گئی ہے دائیں طرف والے جنتی اور بائیں طرف دوزخی ہیں وہ حدیث یہ ہے قال ھٰذا آدم وھٰذہ الاسودۃ عن یمینہ وعن شمالہ نسم بنیہ فاھل الیمین منھم اھل الجنۃ والاسودۃ التی عن شمالہ اھل النار فاذا نظر عن یمینہ ضحک فاذا نظر قبل شمالہ بکی الحدیث آنحضرت اور آپکی امت بھی حضرت آدم کی اولاد سے ہی ہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ آنحضرت و دیگر اولو العزم انبیاء کی امتوں کی حالت بھی دکھا بلحاظ اسکے کہ وہ اچھی حالت میں ہیں اور دکھایا بلحاظ اسکے کہ وہ بری حالت میں ہیں۔ حضرت آدم کے پیش کیگئی ہے اسلئے حضرت نبی کریم وغیرہ انبیاء کی نبوت نعوذ باللہ باطل ہوگئی۔

شاید معترض صاحب نے میرے مضمون سے یہ سمجھا ہے کہ امتوں کے اعمال نبیوں کے سامنے بلحاظ ایک جج کے پیش کئے جاتے ہیں جس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب اگر حضرت مسیح موعود جج بنے ہیں تو حضرت نبی کریم کی ہتک اور اگر نبی کریم ہی جج ہیں تو پھر مسیح موعود کی نبوت باطل۔ لیکن میرے مضمون سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ بلکہ امتوں کے اعمال پیش کرنے کی غرض تحریک دعا ہے جو ہر نبی اپنی امت اور بھائی کی امت کے لئے کرتا ہے جس سے وہ بڑے اجر پاتے اور ترقی مدارج حاصل کرتے ہیں پس حضرت مسیح موعود کی جماعت کی حالت سے مسیح موعود کو ہی مطلع کیا جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود مع اپنی جماعت کے آنحضرت کی امت ہیں ان کو بھی اطلاع دیجاتی ہے اور دیگر انبیاء کو بھی بغرض تحریک دعا اور ان کے اخلاص اور محبت کے ثمرہ میں ان کے درجات کو بڑھانے کے لئے خبر دیجاتی ہے کیونکہ وہ وفات پاکر اعلیٰ علیین میں جمع ہوتے ہیں اور انہی میں شامل ہونے کے لئے آنحضرت نے بالرفیق الاعلیٰ کی درخواست کی جس طرح ایک بادشاہ اپنے ادنیٰ و اعلیٰ رفیقوں کے ساتھ ایک باغ میں ہو۔ اسی طرح انبیاء اور مومنین ایک مقام میں رہتے ہیں اور رنج و راحت میں ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں اور کسی کی ہمدردی کا رنج و غم عذاب الٰہی نہیں شمار کیا جاتا۔ تا کوئی اس کو کلام رحمٰن لا یحزنون کے خلاف نہ سمجھ لے بلکہ یہ تو ایک انعام ہے جس کے ذریعے مسلمانوں نے بے نظیر ترقی کی اور اب جبکہ وہ مسلمانوں میں نہیں رہا۔ بلکہ نفسی نفسی پڑی ہوئی ہے۔ تو ہر پہلو سے غفلت نے ان کو آن گھیرا ہے خدا پھر مسلمانوں کو وہ دن نصیب کرے آمین

دوسرا اعتراض پھر ہم درود شریف میں علی محمد کی بجائے علی احمد یا علی مسیح موعود کیوں نہیں پڑھتے کیونکہ ہمکو اپنے نبی پر درود بھیجنا لازمی ہے اسلئے کہ ہمارے اعمال ان کے حضور میں پیش ہوتے ہیں اور ہم دوسرے نبی پر درود بھیجکر زمرہ حبطت اعمالہم میں شمولیت کرتے ہیں۔ [illegible]ء کو حضرت امام الزمان نے کسی سائل کے اس سوال پر کہ ہم (احمدیان) آپکا اسم مبارک درود شریف میں لیا کریں ارشاد ہوا کہ نہیں بلکہ علی آلہٖ کے بعد علیٰ خلفائہٖ پڑھا کرو کیونکہ میں خلفاء محمد سے ہوں اور یہی حق ہے کیونکہ خلافت اور امامت متقارب المعنے ہیں بلکہ امامت بذاتہٖ خلافت ہی ہے۔ بخاری کی حدیث اماکم منکم اسکی طرف اشارہ کرتی ہے فتدبر ولاتکن من الغافلین

جواب گویا معترض صاحب کے نزدیک دوسرے نبی پر درود بھیجنا ایسا کبیرہ گناہ ہے کہ اس سے انسان کی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ کیا معترض صاحب نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا فقرہ کبھی زبان سے نہیں نکالا اگر نکالا ہے تو کیا دوسرے نبیوں پر درود اور سلام بھیجنے کے وہ زمرہ حبطت اعمالہم میں اپنے آپکو شامل سمجھتے ہیں پھر آنحضرت نے ایک عورت کو کہا صلی اللہ علیک وعلیٰ زوجک (ابوداؤد جلد اول صفحہ ۲۲۱) کہ تیرے پر اور تیرے خاوند پر اللہ کا درود ہو تو کیا معترض صاحب کے نزدیک آنحضرت نے جو یہ فعل کیا کہ کسی دوسرے نبی پر درود بھیجنا تو در کنار غیر نبی پر درود بھیجا اسلئے آپکے اعمال بھی نعوذ باللہ ضائع ہو گئے پھر ھو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ خداوند تعالےٰ اور اسکے فرشتے مومنوں پر درود بھیجتے ہیں تو کیا اس سے خدا تعالےٰ کے بھی سب کام ضائع اور بے نتیجہ ہو گئے اور ملائکہ کے بھی پس معترض صاحب کا مذکورہ بالا نتیجہ نکالنا کسی طرح درست نہیں جس طرح اللہ تعالےٰ کے تمام نبیوں پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح سب پر درود بھیجنا بھی ضروری ہے کیا موسیٰ و عیسےٰ ہمارے نبی ہیں اگر ہمارے نبی نہیں تو ان کے انکار سے کفر کیوں لازم آتا ہے اور اگر وہ بھی ہمارے ہی نبی ہیں تو ان پر بھی درود بھیجنا ضروری ہوا۔

باقی رہا یہ سوال کہ مرزا صاحب نبی ہیں تو درود شریف میں علی محمد کی بجائے علی احمد کیوں نہیں پڑھا جاتا میں کہتا ہوں کہ موسیٰ و عیسےٰ جب نبی ہیں تو ان کا نام درود میں کیوں نہیں رکھا گیا اسمیں ایک حکمت ہے اور وہ یہ کہ اگر محمدؐ کی بجائے کسی اور نبی کا نام رکھا جاتا تو اس سے باقی تمام انبیاء درود اور سلام سے محروم رہ جاتے ہیں اور محمدؐ کے رکھنے سے تمام کے تمام شامل

ہو جاتے ہیں وہ اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے جامع اور ان کے قائمقام ہیں اسی لئے آپکو تن تنہا تمام جہان کی طرف مبعوث کیا گیا پس جس طرح آپ پر ایمان لانا تمام انبیاء پر ایمان لانے کو مستلزم ہوجاتا ہے ان انبیاء کے اسماء سے ہم واقف ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح آنحضرت پر درود بھیجنے سے سب انبیاء اسمیں شامل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جو جو کمالات وقتی ضروریات کے لحاظ سے دیگر انبیاء لائے ان سب کے آپ جامع تھے اور اسی لحاظ سے آپ خاتم النبیین تھے اسلئے آنحضرت پر درود بھیجنے سے مسیح موعود و دیگر تمام انبیاء شامل ہو جاتے ہیں اور یہی حکمت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں ہے اگر ہر ایک کا نام لیا جاتا تو نہ کلمہ ختم ہونے کو آتا نہ درود

پس حضرت مسیح موعود نے طریق ادب کو ملحوظ رکھکر کھلے طور پر درود میں اپنا نام داخل کرنا پسند نہ فرمایا اور خلفائہ اسلئے فرمایا۔ تا آنحضرت کے دوسرے خلفاء بھی شامل ہو جائیں اور لفظ خلیفہ لفظ نبی کے مخالف نہیں ہے بلکہ خلیفہ کے معنے بادشاہ کے بھی ہیں نبی کے بھی اور مطلق جانشین کے بھی ہیں پس حضرت صاحب نے خلفاء کا لفظ رکھکر آنحضرت کی امت میں سے اگر کوئی بادشاہ ہوا ہے تو مطلق جانشین ہوا ہے تو نبی ہوا ہے تو سب چھوٹے بڑوں کو درود میں شامل کر لیا ہے آپ چونکہ نبی تھے۔ جیسا کہ رسان فیض ترجمان نبوت صلعم سے صحیح مسلم میں نبی اللہ کا لفظ آنیوالے مسیح کے متعلق بیان ہوا ہے اور جیسا کہ خدا نے بھی اسکو الہام میں نبی فرمایا ہے اسلئے آپنے اس جامع لفظ کو زیادہ موزون جانا اور بسبب پیشوا ہونے کے آپ امام اور مقتدا بھی تھے جیسا کہ آنحضرت نے امامکم منکم فرمایا اور امام کا لفظ بھی نبوت کے منافی نہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ انی جاعلك للناس اماما میں تجھے امام بنانے والا ہوں کیا پھر آپ نبی اللہ نہ تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود خدا اور خدا کے رسول کے فرمان کے مطابق نبی بھی تھے اور امام بھی

تیسرا اعتراض

معترض صاحب نے میرے مضمون کے مندرجہ ذیل حصے پر کیا ہے "اس لئے آیت و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں خدا تعالےٰ نے آخری زمانہ میں آنحضرت کی دوبارہ بعثت کا ذکر فرمایا اور در اصل وہ آنحضرت کے مثیل کی پیشگوئی ہے اسلئے ابن ماجہ میں جو حضرت عیسےٰ نے اپنے نزول کی خبر دی ہے تو اس سے مراد ان کا مثیل ہے کیونکہ آنے والا آنحضرت کا بروز ہونے کے باعث جو تمام انبیاء کے جامع ہے حضرت عیسےٰ کا بھی بروز

اور شیل ہو اسلیئے خدا تعالےٰ نے بھی واذا الرسل اقتت فرماکر آنے والے مسیح کو بھی تمام انبیار کا قائمقام قرار دیا ہے۔"

اعتراض۔ اب مؤدبانہ التماس ہو کہ نبی امی محمد عربی ہے یا مسیح موعود۔ اگر اول الذکر ہیں تو دعوےٰ نبوت قادیان سراسر باطل بلکہ لاشی ہے اگر مسیح موعود نبی امّی ہیں اور رسول آخر الزمان ہیں تو زوال نبوت محمدی ہے کیونکہ زمانۂ آخری مسیح موعود کی نبوت کا ہے وہ اگر مطاع ہیں تو ناسخ نبوت محمد ہیں۔ (عیاذ باللہ) " سراسر لغو ہے اسلئے مسیح موعود کے کلام سے منظہر ہے کہ وہ مطیع محمد ہونے کے مقر ہیں میرے مکرم اعراض عن الحق مومن کا شیوہ نہیں۔ خدارا انصاف سے چشم پوشی نہ کریں۔ متقی کی شان نہیں اصل مطلب آیت پہ توجہ مبذول فرماویں جو بالکل واضح ہے حق سبحانہ و تعالےٰ فرماتا ہے جس نے امیوں میں ایسا ہی بھیجا جو کہ انہی میں سے ایک ہے وہ تلاوت آیات اللہ و تزکیہ نفوس کرنیکے علاوہ معلم کتاب و حکمت بھی ہے قبل بعثت ان کے لوگ گمراہ تھے نیز موجودہ لوگوں کے علاوہ جو لوگ بعد کو ہونگے وہ متبعان محمد کے الحاق سے مستفیض ہوں گے یعنی مزکیان محمد جو بعد نبوت ہیں کے فضل و کمال سے دینی کمال حاصل کرینگے مفسرین کا قول ہو کہ وہ اہل فارس ہیں جو کہ صاحب کتاب ہیں وہ بھی اُمّی ہیں چنانچہ اہل فارس سے کاملین کا ظہور ہوا۔ امام آخر الزمان کا نسبی تعلق بھی اہل فارس سے ہے۔

جواب میرے مکرم اللہ تعالےٰ کے فضل سے مینے تو آیت کریمہ پر خوب توجہ کی ہے اور جو کچھ لکھا ہے توجہ کے بعد لکھا ہے لیکن آپ کو تھوڑی سی بات نہ سمجھنے کے باعث ٹھوکر لگ گئی ہے اگر آپ خود تدبر سے کام لیںگے تو آپ کا عقدہ لاینحل بخوبی حل ہو جائے گا۔ آپ نے آخرین کو فاعل کے معنوں میں لیکر ٹھوکر کھائی ہے حالانکہ عربی زبان میں ایسا مغالطہ ایک فی علم کے لئے ناممکن ہو آپ نے جو معنے کئے ہیں اس لحاظ سے آیت یوں ہونی چاہیے تھی و اخرون استفیضوا منہم (من الذین یتبعون الرسول) کہ موجودہ لوگوں نے تو آنحضرت سے فیض حاصل کیا۔ لیکن دوسرے آنحضرت کے متبعین سے فیض حاصل کرینگے لیکن قرآن کریم میں آخرین کا لفظ ان معنوں کو غلط قرار دیتا ہے کیونکہ واؤ عاطفہ ہے جس نے کسی پہلے مجرور سے آخرین کا تعلق پیدا کرا کے اسکو بھی مجرور کر دیا ہے اگر کسی پہلے مجرور پر اسکا عطف نہ ہوتا۔ بلکہ واؤ شروع کلام کے لئے ہوتی تو پھر و آخرین نہ ہوتا۔

بلکہ وآخرین ہوتا اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے پہلے کونسا اسم مجرور ہے سو ظاہر ہے کہ وہ فی الامیین ہے اسلئے اب کلام یوں ہوگی ھو الذی بعث فی الامیین رسولا ویبعثہ فی الاٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کہ اللہ نے امیوں میں رسول بھیجا اور بھیجیگا اسکو ان لوگوں میں جنہوں نے ان صحابہ کا زمانہ تو نہیں پایا مگر بلحاظ مرتبہ کے منھم وہ انہی صحابہ میں سے ہونگے کیونکہ اصحاب رسول کے ہمراہ امیوں کا خطاب ہے اس آیت کے نزول کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ بعض نے یہ سمجھا تھا کہ آنحضرت ہی شاید دوبارہ مبعوث ہوں جس کی وجہ سے آپ نے سلمان فارسی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر فرمایا لو کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل من فارس کہ وہ رسول میں نہیں ہوگا۔ بلکہ فارسیوں میں سے ہوگا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا تو وہاں سے بھی اس کو اوتار لائے گا اگر آپ نے امی کے معنے یہ سمجھے ہیں۔ کہ جواہل کتاب نہ ہو تو آپ کا یہ خیال غلط ہے یہودی جو اہل کتاب ہیں ان کو بھی خدا نے امی کہا ہے ومنھم امیون لا یعلمون الکتٰب اور کسی کا کسی کے بعد رتبہ پانا اول کے رتبہ کو کم نہیں کرتا اور نہ اس سے بعد میں رتبہ پانے والے کا کوئی وجہ بڑھ جاتا ہے اسلئے حضرت مسیح موعود کی نبوت آنحضرت کی نبوّت کی مزیل نہیں بلکہ آپ کی شان کو اور بڑھاتی ہے کیونکہ اگر یہ مانا جائے کہ وہ انعام نبوت جو ہمیشہ سے خدا تعالیٰ امتوں پر کرتا آیا آنحضرت کے آنے سے آپکی امت پر وہ انعام بالکل بند کر دیا گیا تو اس سے آپکی سخت ہتک ہے ہاں اس بات سے آپکی شان نبوت زیادہ ارفع ہوتی ہے جو پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئی وہ یہ کہ اب جو کوئی بھی نبوت کا درجہ پائے گا وہ آپکی غلامی اور آپ کی اطاعت سے پائے گا ورنہ نہیں جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبیّٖن والصدیقین والشھداء والصّالحین۔ کہ جو الرسول یعنی آنحضرت کی اطاعت کریگا عب اطاعت کوئی نبی ہوگا کوئی صدیق کوئی شہید کوئی صالح جس طرح پہلے براہ راست نبوت ملا کرتی تھی۔ اب آنحضرت کی اولوالعزمی کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے آپکی عزت افزائی فرمائی۔ اس انعام کو آنحضرت کے واسطے سے دنیا میں جاری فرمایا یہی وجہ ہے اب غیر قوموں میں کوئی ملہم کوئی ولی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں آنحضرت سے جنہوں نے اور آپ کے لائے ہوئے نور (انزلنا الیکم نورًا مبینًا یعنی قرآن کریم سے نور حاصل کیا وہ صدیق بھی بنے شہید بھی اور صالح بھی اور اب جبکہ بر و بحر میں روحانیت مٹ چکی تھی اور دین ثریا پر چلا گیا تھا۔ اس فتنہ کے فرو کرنے کے لئے موعود نبی

بھی آگیا اور ایک نبی کا دوسرے نبی کا متبع ہونا اسکی نبوت کے منافی نہیں بحکم یحکم بھا النبیون سے صاف ظاہر ہے کہ بہت سے نبیوں کا عملدرآمد تورات پر تھا اور وہ انکی حفاظت کرتے تھے اور صاحب شریعت نبی کی کتاب کی اتباع ہی اس نبی کی اطاعت کہلاتی ہے پس جو تورات کی اتباع کرتے تھے وہ حضرت موسیٰ کی اتباع اور اطاعت کرتے تھے اور حضرت موسیٰ کا حضرت ہارون کو افعصیت امری (کیا تو نے میری نافرمانی کی ہے) کہنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کے مطیع تھے اور آپ کی شریعت کے ناسخ نہیں بلکہ قائم کرنے والے تھے۔ انبیاء کو ان کے زمانے کے لوگوں کا مطاع بنایا جاتا ہے پس جس طرح حضرت موسیٰ و ہارون اپنے زمانے کے لوگوں کے مطاع تھے حضرت مسیح موعود بھی اپنے زمانہ کے لوگوں کے مطاع بنائے گئے تھے اور جس طرح حضرت ہارون کی نبوت حضرت موسیٰ کی اتباع سے باطل نہیں ہوتی حضرت مسیح موعود کی نبوت بھی آنحضرت کی اتباع کی وجہ سے باطل نہیں ہو سکتی۔

(حافظ جمال احمد قادیانی حال نزیل راولپنڈی)

بشارات القرآن

پیشگوئی نمبر ۵۲

مائدہ ع - بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ اے نبی پہنچادے ان احکام کو جو اتارے جاتے ہیں تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور اگر تو ایسا نہ کرے اور نہ پہنچاوے تو مخلوق کے پاس اسکے پیغامات کو (مارے ڈر کے) اور اللہ تعالےٰ بچانے والا ہے تجھکو مخالف دشمنوں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا کبھی منکرین کو

آیت ہذا میں یہ پیشگوئی چمکتے ہوئے آفتاب کی مانند دنیا پر ظاہر ہو گئی ہے اور جو انکار کرے وہ اندھا تصور کیا جائے گا۔ کفار نے بہت ہی منصوبے اور تدبیریں کیں کہ کسی طرح محمد رسول اللہ صلعم قتل کیا جائے اور انہوں نے کوئی مکاری۔ فریب زور کی تدبیر باقی نہیں چھوڑی۔ جو آپ کی ہلاکت کے لئے استعمال نہ کی۔ شعب ابی طالب میں قید کیا۔ راستے میں گڑھے کھودے کانٹے بچھائے

زہر ڈالے گھر کا محاصرہ کیا۔ راتوں رات بھگایا پھر بھلے گے ہوئے کا پیچھا کیا مدینہ گئے فوج کشیاں کیں اور بڑے بڑے لطایف الحیل سے کام لئے پر خدا تعالیٰ نے ہمیشہ نامراد و ناکام ہی رکھا اور لاکھوں جنگ جو دشمنوں میں موافق اپنے وعدہ یعصمک من الناس کے اپنے پیارے حبیب کو بچاتا ہی رہا اور جب یہ آیت نازل ہوئی آپ کے خیمہ کے گرد پہرہ تھا ہٹا دیا اور فرمایا کہ اب مجھے پہروں کی چنداں ضرورت نہیں ہے میرا محافظ خدا ہے اور اسکے ملائکہ بھی

اس پیشگوئی پر کوئی صاحب عقل غور و تدبّر کرے کہ بڑے بڑے بادشاہ جنکے گرد قلعونکی فوجوں کی حفاظت ہوتی ہے وہ بھی دشمنوں کے ہاتھ سے قتل کئے جاتے ہیں۔ دیکھو حضرت عثمان رضہ ایک زبردست قوم بنی امیہ میں سے تھے۔ آپکی قوم میں بڑے بڑے عقلمند شاہزور تجربہ کار موجود تھے اور حضرت علی اسد اللہ الغالب بڑے بہادر شجاع تھے مگر قتل کرنے والوں نے قتل کر ہی دیا۔ اور حضرت عثمان رضہ کو باغی والوں نے تمام صحابہ کرام کے سامنے قتل کر دیا۔ اور حضرت عمر رضہ کو جن کے سائے سے شیطان بھاگ جاتا تھا۔ نمازیوں کی بڑی جماعت میں ایک مارنے والے نے مار ہی دیا۔ وہ خنجر چلانے والا ایک ہی مرد تھا اور تھا بھی غلام۔ پھر وہ زمانہ اسلام کی پوری شوکت اور دبدبہ کا زمانہ تھا۔ مگر پھر بھی قتل کر ہی دئے گئے بجائیکہ اردگرد سب خیر خواہ تھے۔ برخلاف ان سب کے نبی کریم اتنی مشکلات میں تھے کہ عرب کا بہت حصہ اپنے پرائے دشمن۔ پھر کس تحدی سے جاہلوں کو للکارتے اور الہی پیشگوئی سناتے ہیں کہ واللہ یعصمک من النّاس چنانچہ وہ پیشگوئی پوری نکلی لا یھدی القوم الکفرین یعنے منکر لوگوں کو تیرے قتل کی کوئی راہ نہ سوجھے گی۔

شیعہ صاحبان کو اس پیشگوئی میں بڑا غور کرنا چاہیئے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلعم کو ابوبکر رضہ و عمر رضہ کا خوف تھا۔ اور وہ حضرت علی رضہ کی خلافت بلافصل کا اعلان نہ فرماتے تھے اسلئے بلغ ما انزل الیک کا نزول ہوا۔ انکو یہ سمجھ نہیں آتی کہ وعدہ واللہ یعصمک من النّاس کا موجود اور بہت سے صحابہ رضہ پاس اسد اللہ الغالب علی کل غالب پاس پھر دو تین آدمیوں کا خوف کیا چیز تھا فتفکروا فیہ

پیشگوئی نمبر ۵۳

مائدہ ع ۱۳ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس والشھر الحرام والھدی

وَالْقَلَائِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿﴾ (ترجمہ) بنایا اللہ نے کعبہ کو گھر حرمت و عزت والا قیامگاہ واسطے الناس کے اور ماہ حرمت والا حج کا اور قربانیوں کا اور قربانیوں کے پٹھوں کا تاکہ تم جان لو کہ اللہ آسمانوں اور زمین کا علم رکھتا ہے یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے جو دنیا کے سامنے پوری ہو رہی اور ہوتی جاتی اور ہوتی جائے گی۔

جعل اللّٰہ الکعبۃ یہاں اللہ ثبوت دیتا ہے اس بات کا کہ میں ہوں اور میں علیم اور قادر کل ہوں حضرت ابراہیم نے بھی ایک گھر بنایا اور لوگ بھی گھر بناتے ہیں شہر بساتے ہیں مگر لاکھوں گھر اور شہر برباد۔ تباہ ہو چکے لیکن وہ جو توحید و عظمت الٰہی کی خاطر بنایا گیا ابتک قائم ہے لہذا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ نے اس گھر کو عزت و حرمت والا بنایا۔ قیاماً للناس بنایا یعنے جب تک دنیا قائم ہے یہ بھی رہیگا۔ اور اگر یہ نہ ہوگا تو دنیا بھی نہ ہوگی والشہر الحرام والھدیٰ والقلائد۔ عزت والے مہینوں میں لوگوں کی آمد و رفت رہے گی اور قربانیاں یہاں ہوتی رہینگی اور اس مطلب کے لئے جانور آتے رہینگے یہ سب کچھ اسلئے ہوگا تاکہ تم جانو کہ اللہ تعالیٰ علیم الکل ہے۔

تمام کائنات عالم پر نگاہ ڈالکر دیکھو کہ ایرانیوں کا ایک بڑا معبد تھا وہ آتشکدہ برباد ہوا یہود یوں کا معبد بیت المقدس تھا تباہ ہوا۔ یہانتک کہ ایک عورت نے مسیح سے پوچھا کہ ہیکل کہاں تھی (بے نشان تھی) جواب ملا یہ نہ رہے گی نہ وہ۔ غرض تمام معبد خانے جو فانی انسانوں نے بنائے وہ سب تباہ ہوگئے پھر بنائے تو مفتوح ہوگئے۔ مگر ایک ہی عرب کا معبد اسلام کا قبلہ مکہ ابتک خدا کے فرمانبرداروں مسلمانوں کا موجود ہے عرب کو کوئی زیر نہ کر سکا تھا۔ مگر نبی کریم نے وہ بھی فتح کر لیا۔ پھر اس مفتوح نے سب مسلمانوں کو فاتح بنا دیا۔

پیشگوئی نمبر ۵۴

مائدہ ع ۱۴ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ﴿﴾ (ترجمہ) اے ایمان والو! لازم کرو (اطاعت الٰہی) اپنی جانوں پر کبھی ضرر نہ پہنچا سکینگے تمکو جو گمراہ لوگ ہیں جبکہ تم تابع ہدایت رہو (عنقریب) اللہ ہی کی طرف تمہارا سب کا رجوع ہو جائے گا

آیت ہذا میں دو پیشگوئیاں ہیں ایک یہ کہ کافر مضل تمکو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ ناکام نامراد ہی

درس حدیث

(از افاضات اولوالعزم سیدنا محمود خلیفہ موعود) ۲۷ جون ۱۹۱۴ء

حدیث ابوالیمان - لا تخیرونی علی موسیٰ - مجھے موسیٰ ع پر فضیلت مت دو

اس حدیث میں بہت سی لطیف باتیں معلوم ہوتی ہیں - انبیاء فتنہ کا بہت خیال رکھتے ہیں پھر اصل بات کو بھی سمجھا جاتے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اسوقت وہاں یہود کی حکومت تھی - مشرکین سے ان کے معاہدات تھے - اسلام کے جانے سے ان کے آپس کے تعلقات میں اگر کوئی تبدیلی ہو تو ہو مگر وہ ٹوٹ تو نہیں سکتے تھے - اس لئے نبی کریم صلعم ان کی دلجوئی کا بہت خیال رکھتے تھے اسوقت بھی آپ نے ایسا ہی کیا ایک یہودی اور ایک مسلمان کی لڑائی ہوگئی وہ کہتا تھا کہ میرا نبی بڑا - وہ کہتا تھا کہ میرا نبی بڑا ہے یہاں فتنہ کا ڈر تھا اسلئے نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت مت دو کیونکہ قیامت کے دن جب عام لوگ اور انبیاء بیہوش ہو جاوینگے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا مگر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہیں نبی کریم صلعم نے ایک جگہ فرمایا ہے لو کان موسیٰ و عیسےٰ حیین لما وسعهما الا اتباعی کہ موسیٰ و عیسےٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر ان کو کوئی چارہ نہ تھا اور پھر آپ نے انا سید ولد آدم فرما کر بھی تبلا دیا ہے کہ میں سب انبیاء سے بڑا ہوں - آپ نے تبلا دیا کہ موسیٰ کو مجھ سے فضیلت کونسی بات میں ہے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ موسیٰ کا درجہ مجھ سے بلند ہے بلکہ صرف ایک بات میں ان کا تقدم بیان فرمایا ہے - پس آپ نے سمجھا بھی دیا کہ موسیٰ کا درجہ میرے سے بڑا نہیں اور یہ بھی تبلا دیا کہ ایسے موقعوں پر جہاں فتنہ و فساد کا ڈر ہو - ایسی باتیں نہ بیان کیا کرو -

اگر کوئی شخص کسی کو باتوں باتوں میں یہ کہدے کہ جو تم بیان کر رہے ہو - اس طرح نہیں ہے بلکہ اس طرح ہے یہ کہتا تو وہ اسے یہی کہتا کہ تو جھوٹا ہے مگر ایک طرز سے کہ اگلے کو بھی غصہ نہ لگے لیکن اگر کوئی دوسرے کو یہ لفظ کہہ دے کہ "تم جھوٹے ہو" تو وہ کب برداشت کر سکتا ہے حالانکہ بات تو اسنے بھی وہی کہی ہے جو دوسرے نے کہی تو نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ایسے موقعوں پر ان جھگڑوں سے بچنا چاہئے

حدثنا عبدالعزیز بن عبداللہ۔ نیک لوگوں پر جو ابتلا آتے ہیں وہ انکی ترقیات کا موجب ہو جاتے ہیں حضرت آدم کو ایک خبیث روح سے مقابلہ پیش آیا آخر کار ابلیس ملعون ہوا۔ اور آدم مقبول بارگاہ رب العلمین۔ حضرت موسیٰ کو بھی فرعون سے مقابلہ کرنا پڑا اور آخر کار موسیٰ کامیاب ہوئے پس حضرت آدم نے موسیٰ کو یاد دلایا کہ آپ خود اس بات میں تجربہ کار ہیں کہ اس قسم کے ابتلاء برگزیدگان ایزدی پر آجایا کرتے ہیں جس سے پہلے وہ بظاہر جنت سے نکالے جاتے ہیں مگر پھر اسی جنت کے جس سے نکالے گئے تھے وارث بنتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے شاہی محلوں میں پرورش پائی اور پھر بکریوں کا ریوڑ چرانا پڑا۔ پھر اس حالت سے آپ ایسی اعلیٰ حالت کو پہنچے کہ فرعون جیسے زبردست بادشاہ آپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے

باب قول اللہ تعالیٰ وضرب اللہ مثلاً للذین امنوا بعض لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا ہے کہ مرد اور عورت ہر بات میں مساوی ہیں۔ حالانکہ یہ اپنے اپنے دائرے کے اندر ترقی کرتے ہیں۔ آجکل یورپ کی اتباع میں بعض نادان قرآن کریم کے بعض آیات کے ایسے معنی کرتے ہیں۔ جنکا مقاصد اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہوتا مثلاً یہ کہ ایک سے زیادہ نکاح جائز نہیں اور مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں مسئلہ طلاق ٹھیک نہیں لیکن آخر واقعات ثابت اور حالات پیش آمدہ مجبور کرتے ہیں۔ کہ اسلامی مسائل حق و حکمت سے معمور ثابت ہوں۔ چنانچہ اب رجال یورپ بھی طلاق کے قائل ہو رہے ہیں پردہ کو بھی مفید سمجھنے لگ گئے ہیں اور انشاء اللہ العزیز وہ وقت بھی قریب ہے کہ جب کہینگے کہ عورت و مرد کا مرتبہ برابر نہیں بلکہ اپنے اپنے دائرے کے اندر کمال حاصل کر سکتے ہیں یہاں بتایا ہے کہ مرد اکثر کامل ہوتے ہیں اور عورتیں کم۔ آسیہ اور مریم بنت عمران کا نام لیکر خاص قوم کے مردوں کے مقابل میں ہی نہ عورتیں اور بھی کئی کامل گذری ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ کو بطور مثال دیدیا ہے۔

ثرید۔ عرب میں ایک اعلیٰ قسم کا کھانا گنا جاتا ہے اور عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی مہمان آتا تو اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا جو اسے دیا جاتا وہ ثرید ہی ہوتا تھا۔ ثرید یہ کہ شوربا جب پکنے کے قریب ہو تو اس میں روٹی کے ٹکڑے ڈال دیئے جائیں۔ تاکہ ساتھ ہی گداز ہو جائیں۔

یوم الفراق کے چند لمحے

معصیت کی زندگی اکمل تو کس کام کی
یہ نہ دنیا کی نہ اُخریٰ کی نہ "دل آرام" کی

دھار پر تلوار کی چلنا پڑے گا عمر بھر
کچھ خبر بھی ہے تجھے اے مدعی اسلام کی

حسن و احسانِ خدا پر ہے تجھے ایماں مگر
خو نہیں چھوٹی ابھی تک الفتِ اصنام کی

ذکرِ غیر آتا نہیں میرے لبِ مشتاق پر
ہے قسم مجھکو غلام احمد کے پیارے نام کی

قول ہادی کا ہو معلوم قول ربِّ الخلق سے
مولوی احسن نے ابھی قند کی الہام کی

میری الفت کا جو دم بھرتے تھے دشمن ہو گئے
بات معمولی سی ہے یہ گردشِ ایام کی

اب کہاں اہلِ نظر دور ہوس کاروں کا ہے
آبرو جاتی رہی عشقِ رخِ گلفام کی

جذبۂ دل کھینچکر اک دن انہیں لے آئیگا
پختگی دیکھو ذرا میرے خیالِ خام کی

ابتدا میں آرزوئے شوق بیحد کا ہجوم
انتہا حسرت ہی حسرت ہے عشقِ نافرجام کی

چھیڑ خانی ہی میں لطف آ گیا ہمدم مجھے
بسکہ خوگر تھی طبیعت لذتِ دشنام کی

کیا ہوا آنکھوں سے اوجھل کر دیا [illegible]
حاسدِ بدکیش نے اک کوششِ ناکام کی

پھیل جائیگی جہاں میں نسل اک دن دیکھنا
قادیاں دارالاماں کے حضرت ابراہام کی

ملک ہے ملکِ خدا چاہے جسے کر دے عطا
فکر ہے تجھ کو عبث نادان! روم و شام کی

بینظیر اپنے زمانے میں ہیں جو حق سے ہمکلام
یہ نبوت کی نشانی ہے سند ہے تام کی

دیکھ لے حسنِ فاطمہ عصمت کی اعلیٰ سی جھلک
دیکھنی ہو جس نے چھب [illegible] کی

یاد روئے انور و زلفِ معنبر میں رہا
مجھکو کیا بتاؤں صبح سے اکمل ہے کیفیت شام کی

* یہ نظم گولیکی میں لکھی گئی -

ماہ رمضان المبارک میں خاص رعایت

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
تشحیذ فروری ۱۹۱۳ء	۳	۳	اس رسالہ میں نبی کریم صلعم کی معتبر سوانحعمری از پیدائش تا رحلت درج ہے۔
تشحیذ جون ۱۹۱۳ء	۶	۴	سلسلہ احمدیہ پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں انکا جواب عالمانہ رنگ میں ہے اکثر جواب نئے ہیں۔
تشحیذ ستمبر ۱۹۱۳ء	۱۱	۷	تمام قرآن مجید کی آیات پر حضرت خلیفۃ المسیح اول کے درس کے نوٹ
تشحیذ اگست ۱۹۱۳ء	۴	۳	حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے مصلح موعود ہونے کا ثبوت
تشحیذ ستمبر ۱۹۱۴ء	۳	۲	اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق کون ہے
تشحیذ جنوری ۱۹۱۵ء	۳	۲	جن الزامات کی بنا پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے ان کا رد
تشحیذ فروری ۱۹۱۵ء	۶	۴	حضرت صاحب کی نبوت کا ثبوت آپ ہی کی کتب سے تمام حوالوں کا مجموعہ
تشحیذ جون ۱۹۱۵ء	۴	۳	شیعہ کی کتب سے حضرت صاحب کی صداقت کا ثبوت
تشحیذ جنوری ۱۹۱۶ء	۴	۳	غیر مبایعین کے مقابل پر اپنی ناقابل تردید ثبوت
تشحیذ مارچ ۱۹۱۶ء	۴	۳	احمد قادیانی کی صداقت کا ثبوت آیات قرآنی سے
تشحیذ اپریل ۱۹۱۶ء	۳	۲	احمدی و غیر احمدی کا مباحثہ در بلدہ حیات مسیح
تشحیذ اکتوبر ۱۹۱۶ء	۴	۳	مسیح یا محمد کا جواب
تشحیذ فروری ۱۹۱۷ء	۴	۳	آیت خاتم النبیین کی صحیح تفسیر
قبولیت دعا کے طریق	۲	۱	امور جو قرآن و حدیث سے بیان کئے گئے ہیں
ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے	[illegible]	[illegible]	لا نکفر باہل القبلۃ کے صحیح معنے
قرآن شریف [illegible]	ے		مولانا میر محمد سعید صاحب حنفی نے خلیفہ اول کی سبق پڑھ کر ترجمہ کیا ہے اور خلیفہ ثانی سے بھی بعض ... تمام سب کا ... تفسیر میں موجود ہے

چمکار محمدی ۔ سوانح نبی کریم قیمت اصلی ۸ر رعایتی ۶ر در ثمین فارسی مجلد قیمت اصلی ۹ر رعایتی ۶ر
ظہور المہدی قیمت اصلی ۶ر رعایتی ۴ر نغمہ اکمل حصہ دوم قیمت اصلی ۲ر رعایتی ۲ر نغمہ اکمل حصہ سوم
قیمت اصلی ار رعایتی ۸ر ادعیۃ القرآن قیمت اصلی ۲ر رعایتی ۱ر اسلام کی پہلی کتاب
قیمت اصلی ۶ر رعایتی ۳ر البشریٰ حصہ اول و دوم و مکاشفات ۸ر آثار مبارکہ قیمت
اصلی ار نماز مترجم قیمت اصلی ۸ر رعایتی ۶ر قدامت روح و مادہ قیمت اصلی ۶ر رعایتی ۴ر
اسلام (بذریعہ تبلیغ پھیلا ہے یا شمشیر) قیمت اصلی ۲ر رعایتی ۲ر ضرورت نبی قیمت
اصلی ۱ر رعایتی ار خطبات نور حصہ اول و دوم قیمت اصلی ۸ر رعایتی ۶ر چمکار مہدی
قیمت اصلی ار رعایتی ۸ر وفات نامہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم قیمت اصلی ار رعایتی ۸ر
انوار مہدی قیمت ۸ر قبولیت دعا کے طریق قیمت اصلی ۲ر رعایتی ۲ر کلام محمود قیمت
اصلی ۸ر رعایتی ۶ر سراج الحفیظ کی آمین قیمت ۸ر مباحثہ امرتسر قیمت اصلی ۲ر
رعایتی ۱ر پیغام حق قیمت اصلی ۶ر رعایتی ۳ر مباحثہ شملہ قیمت اصلی ۶ر رعایتی ۳ر
نبی کی پہچان قیمت اصلی ار رعایتی ۸ر انوار خلافت قیمت رعایتی ۱ر عصمت انبیاء
قیمت اصلی ۱ر رعایتی ۸ر غلامی قیمت اصلی ۳ر رعایتی ۲ر لیکچر سیالکوٹ قیمت
اصلی ۱ر رعایتی ار پیغام صلح قیمت اصلی ۲ر رعایتی ار چشمۂ مسیحی دوسرا ایڈیشن قیمت اصلی ۲ر
رعایتی ۲ر شدھی کی اشدھی قیمت اصلی ۶ر رعایتی ۴ر الاستخلاف ۳ر گذشتہ فائل
تشحیذ بلا جلد قیمت اصلی عار رعایتی عار فائل تشحیذ مجلد قیمت ۸ر رعایتی عار کسر صلیب نمبر ۱
قیمت اصلی ار رعایتی ۸ر کسر صلیب نمبر ۲ قیمت اصلی ۸ر رعایتی ۸ر منصب خلافت قیمت
رعایتی ار مسدس محمد وصال حبیب قیمت اصلی ۱ر رعایتی ۸ر صراط مستقیم
قیمت اصلی ۲ر رعایتی ار ہدیہ ثاقب قیمت اصلی ۲ر رعایتی ار شمس سلیم قیمت اصلی ۲ر رعایتی
ار سر الشہادتین قیمت اصلی ار رعایتی ۸ر

سرمہ نور ۔ یہ مشہور سرمہ حضرت خلیفہ اول کے مطب میں علی العموم استعمال ہوتا تھا ۔ قیمت اصلی فی تولہ ۱۲ر رعایتی ۸ر
عرق کافور ۔ امراض تخمہ ہیضہ کے لئے بہت مفید ہے قیمت اصلی ۶ر فی شیشی رعایتی ۱۲ ار
مرہم عیسیٰ ۔ ڈبی کلاں قیمت ۶ر رعایتی عار تمام ناسوروں ۔ خنازیر دنبل وغیرہ کے لئے مفید ہے
خورد ۸ر ۶ر

کچھ ماہ صیام کے متعلق

(۱) چاند دیکھکر یا جب شعبان کے تیس روزے پورے ہوں روزے رکھو شک کا روزہ ٹھیک نہیں

(۲) ایک مردِ عادل کی گواہی بصورت ابر روزہ رکھنے کے لئے کافی ہے۔

(۳) جہانتک اختلاف مطالع نہ ہو۔ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسروں پر حجت ہے تار خبر معتبر ہی

(۴) سحری کھانا سنت ہے بہترین وقت پو پھٹنے سے میں پچیس منٹ پیشتر آجکل فجر کا وقت ۴-۴۰ گھنٹہ منٹ لاہور میں ہے (۵) روزے کی نیت ضروری ہے۔ پو پھٹنے تک جنبی رہنے میں حرج نہیں

(۶) بھول کر کھا پی لینے سے قے سینگی لگانے مسواک۔ سرمہ۔ احتلام۔ بوسہ و مباشرت جو چیز غذا یا دوا نہیں آنکھ میں دوائی ڈلوانے۔ خوشبو سونگھنے نسوار لینے سے جبتک کہ حلق میں نہ پہنچے) بلغم نگلجائے نکسیر پھوٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۷) اور روزہ ٹوٹ جاتا ہی جماع سے (خواہ بغیر انزال ہو) کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جائے تو بھی قضا لازم ہے (۸) مسافر ہو (۹ میل سفر ہے) یا مرض لاحق حال ہو تو دوسرے وقت روزہ رکھے۔ حاملہ دودھ پلانے والی بھی (۹) جو لوگ روزہ نہیں رکھ سکتے دائم المرض ہیں یا پیر فرتوت تو فدیہ طعام مسکین دے سکتے ہیں۔ (۱۰) عورت بحالت حیض روزہ نہ رکھے۔ استحاضے والی بے شک رکھے (۱۱) روزہ دیر سے کھولنا اچھا نہیں مستحب ہے روزہ کھولنا کھجور سے (۱۲) آخری عشرہ میں ممکن ہو تو اعتکاف کرے بیبیوں کی صبح کو ایک پردہ کرکے مسجد میں بیٹھ جائے اور تلاوت قرآن مجید مطالعہ احادیث و ذکر الٰہی میں مشغول رہے مریض کی عیادت کو جب جا رہے چلتے چلتے پوچھ سکتا ہی جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ عورت کو مس با شہوت نہ کرے بے ضرورت نہ ہو مسجد میں ہو۔ مسجد سے بجز قضاء حاجت و غسل حاجت باہر نہ نکلے جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جا سکتا ہی مسجد میں بات چیت کر سکتا ہی (۱۳) قیام رمضان جسے آجکل تراویح کہتے ہیں وہ بس تہجد کی نماز ہے گیارہ رکعت (۱۴) صدقۃ الفطر عید کی نماز سے پہلے ادا ہونا چاہئے گندم نصف صاع غلہ بھی جائز ہی غلہ کے عوض نقدی بھی دے سکتے ہیں حقیقت الصوم کو ہاتھ سے دے کر روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ چاہئے کہ کذب۔ باطل۔ لغو۔ حلف۔ رفث جہل مخاصمت۔ [illegible] اس پر عمل کرنے سے سے رکا رہے

کچھ ماہ صیام کے متعلق

(۱) چاند دیکھکر یا جب شعبان کے تیس روزے پورے ہوں روزے رکھو شک کا روزہ ٹھیک نہیں
(۲) ایک مرد عادل کی گواہی بصورت ابر روزہ رکھنے کے لئے کافی ہے۔
(۳) جہانتک اختلاف مطالع نہ ہو۔ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسروں پر حجت ہے تا خبر معتبر ہو
(۴) سحری کھانا سنت ہے بہترین وقت پو پھٹنے سے ٹھیک پچیس منٹ پیشتر آجکل فجر کا وقت
۳-۴۰ منٹ گھنٹہ لاہور میں ہے (۵) روزے کی نیت ضروری ہے۔ پو پھٹنے تک جنبی رہنے میں حرج نہیں
(۶) بھول کر کھانے پینے سے قے سینگی لگانے۔ مسواک۔ سرمہ۔ احتلام۔ بوسہ مباشرت جو
چیز غذا یا دوا نہیں [illegible] آنکھ میں دوائی ڈلوانے۔ خوشبو سونگھنے نسوار لینے [illegible] کے حلق میں نہ
پہنچے) بلغم نگلجائے نکسیر پھوٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا (۷) اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے جماع سے (خواہ بغیر
انزال ہو) کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جائے تو بھی قضا لازم ہے (۸) مسافر ہو (۹ میل سفر ہے)
یا مرض لاحق حال ہو تو دوسرے وقت روزہ رکھے۔ حاملہ دودھ پلانے والی بھی (۹) جو لوگ روزہ
نہیں رکھ سکتے دائم المرض ہیں یا پیر فرتوت تو فدیہ طعام مسکین دے سکتے ہیں۔ (۱۰) عورت بحالت
حیض روزہ نہ رکھے۔ استحاضے والی بے شک رکھے (۱۱) روزہ دیر سے کھولنا اچھا نہیں
مستحب ہے روزہ کھولنا کھجور سے (۱۲) آخری عشرہ میں ممکن ہو تو اعتکاف کرے بیسویں کی صبح
کو ایک پردہ کر کے مسجد میں بیٹھ جائے اور تلاوت قرآن مجید مطالعہ احادیث و ذکر الہی میں مشغول رہے مریض
کی عیادت کو نہ جائے رستے چلتے چلتے پوچھ سکتا ہے جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ عورت کو مس با شہوت نہ کرے بے
نہ ہو مسجد میں ہو۔ مسجد سے بجز قضاء حاجت و غسل حاجت باہر نہ نکلے جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں
جا سکتا ہے مسجد میں بات چیت کر سکتا ہے (۱۳) قیام رمضان جسے آجکل تراویح کہتے ہیں دراصل تہجد کی نماز
ہے گیارہ رکعت (۱۴) صدقۃ الفطر عید کی نماز سے پہلے ادا ہونا چاہئے گندم نصف صاع بھی جائز ہے
غلہ کے عوض نقدی بھی دے سکتے ہیں حقیقت الصوم کو ہاتھ سے نہ دے کہ روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے
کا نام نہیں بلکہ بچنا چاہئے کذب۔ باطل۔ لغو۔ حلف۔ غش جہل مخاصمت۔ قول الزور اور اس پر عمل کرنے سے
[illegible] رکھا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

سینی لائن

خونی بواسیر اور خون بند کرنے کی دوا

یہ خوشبودار بے ضائقہ دوا چند بوٹیوں سے بنی ہے اور خون بند کرنے میں بےمثل ہے ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا سا یہ عرق سونگھ۔ لینے سے اسی وقت بند ہو جاتا ہے مسوڑوں سے اگر خون جاری ہو۔ تو مساوی مقدار سے گرم پانی میں عرق ملا کر روز کلی کرنے سے مسوڑے سخت ہو جاتے ہیں اور خون بند ہو جاتا ہے منہ کے راستے یا بلغم کے ساتھ خون جاتا ہو۔ تو اس دوا کے پینے سے بند ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے پردر (کی بیماری میں) یا حمل کی حالت میں خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے)

خونی بواسیر

اس دوا کے کہانے اور پچکاری لینے سے رگیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور مرض جڑ سے جاتا رہتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنے (لعہ) پچکاری کا لیح ۲ر محصولڈاک چھ آنہ (۶ر) اور آٹھ آنہ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی جلدی بیماری کی دوا

یہ تیل کئی ایک مفید دیسی اور ولایتی ہسپتال تجربہ کی ہوئی دوائیوں سے بنایا گیا ہے۔ اس سے ہر اقسام کے جلدی بیماری یعنی چمڑے کا مرض مثلاً خارش کھجلی چھاجن ایرس وغیرہ رفع ہوتے ہیں۔ مرض سے خراب ہوئے چمڑے میں یہ اچھا فائدہ دکھلاتا ہے۔ چمڑے کی بیماری سے اکثر خون میں بھی نقص آجاتا ہے۔ اس حالت میں تیل لگانے سے پورا نفع نہیں ہوتا بہ اس وجہ سے تیل لگانے کے ساتھ ہی خون صاف کرنے والی دوا ایڈوڈ انیرڈ سارسا پیریلا حسب ہدایت استعمال کرنا چاہئے۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ایک سے چار تک ۵ر سارسا۔ قیمت ۲؎ محصول ۶ر

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن نمبر ۵ ۔ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴